انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۱۶۵

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر - غلام نبی

فی پرچہ ۱؍

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۲؍

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۵؍

نمبر ۳۴	مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۱ء	یوم پنجشنبہ	مطابق ۳ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۴ ستمبر تین بجے بعد دوپہر سیال کوٹ سے واپس تشریف لائے سٹیشن پر حضور کے استقبال کیلئے ایک بہت بڑا مجمع موجود تھا۔ بفضلِ خدا حضور کی صحت اچھی ہے۔

۱۴ ستمبر چوہدری غلام عباس صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی اور قاضی گوہر رحمان صاحب جموں سے۔ اور جناب عبدالرحیم صاحب سرینگر سے معاملاتِ کشمیر کے متعلق مشورہ کرنے کی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر ایک تعلیمیافتہ ہندو نوجوان رام داس متوطن لاہور مسلمان ہوا۔ حضور نے اس کا اسلامی نام عطاء اللہ رکھا اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کے

سفرِ سیال کوٹ کی مفصل رپورٹ

(الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے)

قادیان سے نارووال

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۱ ستمبر ۱/۲ ۲ بجے کی گاڑی میں سوار ہو کر ۱/۲ ۹ بجے کے قریب نارووال پہنچے۔ راستہ میں بٹالہ۔ دیرکا اور ڈیرہ بابا نانک کے سٹیشنوں پر احباب جماعت احمدیہ حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے بکثرت موجود تھے۔ ڈیرہ بابا نانک اور گرد و نواح کی جماعتوں نے حضور کے ہمراہی خدام کے لئے کافی مقدار میں دودھ پیش کیا نارووال کے سٹیشن پر ایک بہت بڑا ہجوم جس کی تعداد کا اندازہ تین چار ہزار کے درمیان کیا جاتا ہے۔ حضور کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ جونہی گاڑی پہونچی سٹیشن اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھا۔ حاضرین میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ معززین بھی تھے۔ حضور کی رہائش کے لئے ڈاک بنگلہ میں انتظام کیا گیا تھا۔ وہاں جانے کے لئے حضور نے موٹر کی بجائے پیدل چلنا پسند فرمایا اور تمام ہجوم حضور کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ باوجودیکہ رات کا وقت تھا۔ بازاروں میں دو طرفہ لوگ کھڑے تھے۔ اور چھتوں پر بھی عورتیں اور بچے بیٹھے ہوئے تھے دوسرے مہمانوں کے لئے نارووال کی جماعت نے ذیل گھر میں کھانے اور رہائش

کاہنووان ضلع گورداسپور میں جلسہ - ۱۸-۱۹ ستمبر ۱۹۳۱ء کاہنووان ضلع گورداسپور میں علاوہ جلسہ کے غیر احمدیوں سے مناظرہ بھی ہونے کا احتمال ہے۔ قادیان سے علماء کرام تاریخ مقررہ پر پہنچ جائیں گے۔ اس جلسہ کو کامیاب

بنانے کے لئے ارد گرد کی احمدی جماعتوں کو چاہیئے ... پہنچ جائیں ... وہاں کی جماعت کرے گی۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

اچھا انتظام کیا ہوا تھا۔ چودھری عبد اللہ خاں صاحب سب رجسٹرار اور ان کے رشتہ داروں نے مہمانوں کو آرام پہونچانے کی پوری کوشش کی

نارووال سے روانگی

نارووال سے صبح ۱/۲ ۷ بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی گاڑی میں سوار ہوئے۔ پسرور کے سٹیشن پر بھی احباب موجود تھے۔ اور چونڈہ کے سٹیشن پر چونڈہ و مضافات کے ہندو، سکھ معززین بھی آئے ہوئے تھے۔ کچھ احمدی مستورات بھی آئی ہوئی تھیں۔ چونڈہ کے دوستوں نے مٹھائی اور چائے وغیرہ پیش کی

سیالکوٹ میں ورود

گاڑی ۱/۲ ۱۰ کے قریب سیالکوٹ پہونچی۔ جہاں کے استقبال کا ذکر گزشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ مختصر یہ ہے۔ کہ نہایت شاندار استقبال ہوا۔ حضور وہاں پر جناب آغا حیدر صاحب رئیس کے مکان پر فروکش ہوئے باقی احمدی دوستوں کے لئے جو ہزاروں کی تعداد میں ارد گرد سے اپنے مقدس امام کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ نے مسجد جامعہ احمدیہ میں کھانے۔ اور رہائش کا انتظام کیا۔ ۱/۲ ۱۲ بجے کے قریب حضور نے کھانا تناول کرنے کے بعد کچھ دیر آرام فرمایا:

کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں شمولیت

نماز ظہر و عصر جمع کرنے کے بعد تین بجے کشمیر کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا جس میں پہلے ایجنڈا پاس کیا گیا۔ بعدہٗ آئندہ پروگرام کے متعلق بحث ہوتی رہی

مسجد جامعہ احمدیہ میں تقریر

۶ بجے کے قریب وہاں سے فارغ ہو کر حضور پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اور واپسی پر مسجد جامعہ احمدیہ میں نماز مغرب وعشاء پڑھانے کے بعد کئی ہزار کے مجمع میں ایک مختصر مگر نہایت لطیف اور ایمان پرور تقریر فرمائی۔

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کی طرف سے دعوت

رات کا کھانا جماعت احمدیہ سیالکوٹ کی طرف سے میر عبد السلام صاحب بی۔ اے امیر جماعت کے مکان پر تھا۔ میر صاحب موصوف نے کشمیر کمیٹی کے ممبروں کے علاوہ شہر کے دیگر معززین اور شرفاء کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ کھانے کے بعد حضور نے ممبران کشمیر کمیٹی کی خواہش پر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی گزشتہ کارروائی اور آئندہ پروگرام کے متعلق ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جسے بے حد پسند کیا گیا وہاں سے ساڑھے دس بجے کے قریب واپس آکر پھر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں حضور دو بجے رات تک مصروف رہے

عام ملاقات

۱۳ ستمبر کی صبح کو مختلف جماعتوں کے بعض دوست اور شہر سیالکوٹ کے معزز شرفاء حضور سے ملنے کے لئے آتے رہے۔ اور حضور بارہ بجے تک ان سے ملاقات کرتے رہے۔ اس کے بعد کھانا کھا کر آرام فرمایا۔ اور پھر کشمیر کمیٹی کے کام میں مصروف ہو گئے۔

لجنہ اماء اللہ کی طرف سے دعوت

۱/۲ ۴ بجے کے قریب دعوت چائے میں تشریف لے گئے۔ جو احمدیہ گرلز سکول میں لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ کی طرف سے دی گئی تھی۔ اس میں شہر کے بعض غیر احمدی معززین بھی مدعو تھے۔ یہاں بھی حضور نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ یہ سب تقریریں انشاء اللہ درج اخبار کی جائیں گی۔ وہاں سے واپسی پر حضور ساڑھے آٹھ بجے تک کشمیر کمیٹی کے کام میں مصروف رہے۔ اور پھر شیخ جان محمد صاحب تاجر کے ہاں کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے۔

پبلک لیکچر اور فتنہ پردازوں کی شرارت

۱۳ ستمبر سیالکوٹ کی مقامی کشمیر کمیٹی کی طرف سے ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے تقریر کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ جلسہ میں روکاوٹ پیدا کرنے کے لئے عطاء اللہ بخاری اور اس کے فتنہ پرداز ساتھیوں نے سخت شرمناک حرکات کیں۔ اس کے متعلق مفصل تو اگلے پرچہ میں لکھا جائے گا۔ اس وقت صرف اتنا ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ شرارت پسند لوگ بہت دیر تک احمدیوں پر سنگ باری کرتے رہے جس سے کئی ایک احمدی زخمی ہوئے۔ اور خون سے اُن کے کپڑے رنگین ہو گئے۔ لیکن تمام احمدی صاحبان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت بالکل خاموش جلسہ گاہ میں بیٹھے رہے۔ آخر حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے مطابق مولینا عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے یہ کہنے کے لئے ڈپٹی کمشنر کے پاس گئے۔ کہ اگر پولیس شرارت کرنے والوں کا کوئی انتظام نہیں کر سکتی۔ تو ہم خود کریں گے۔ ان کے پہونچتے ہی ڈپٹی کمشنر نے اشرار کو پانچ منٹ میں منتشر ہو جانے کا نوٹس دے دیا۔ اور وہ سب لوگ بھاگ گئے۔ اس کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پُر زور تقریر فرمائی:

واپسی

حسب پروگرام صبح ساڑھے چار بجے کے قریب موٹروں پر روانہ ہو کر چھ بجے کے قریب حضور وزیر آباد پہونچے۔ اور پونے سات بجے کی گاڑی پر سوار ہوئے۔ اگرچہ راستہ میں جماعتوں کو کوئی اطلاع نہ تھی۔ مگر پھر بھی کسی نہ کسی طرح خبر پا کر وزیر آباد گوجرانوالہ۔ امرتسر اور بٹالہ میں بعض احباب ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اور حضور معہ خدام تین بجے قادیان پہونچ گئے۔ جہاں مقامی جماعت نے پُر جوش استقبال کیا:

سیرت نبوی کے جلسوں کیلئے نوٹ لکھے جائیں

جلسہائے سیرت نبوی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جو دو مضامین مقرر فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کامل ہے۔ اس کے متعلق احباب حسب ذیل عنوانات پر فوری نوٹ مرتب کر کے ارسال فرمائیں:-

شریعت کی غرض۔ ۱۔ انسانی زندگی کے اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے مفید قانون کی صورت میں راہنمائی کرنا

۲۔ خالق و مخلوق کے حقوق کی وضاحت۔ اور حفاظت کے لئے بہترین ہدایت پیش کرنا:

۳۔ اعتقادی اور عملی طریق کے متعلق جامع اور مکمل اصول پیش کرنا:

۴۔ طبعی۔ اخلاقی اور روحانی حالتوں کی اصلاح اور تربیت اور تکمیل کے لئے مکمل طور پر راہنمائی کرنا:

شریعت کی ضرورت۔ ۱۔ عقل انسانی۔ انسانی اغراض و مقاصد اور ان کے حصول کے لئے مکمل طور پر راہنمائی کرنے سے قاصر ہے۔ جیسے آنکھ سورج اور خارجی روشنی کے بغیر چیزوں کو صحیح طور پر شناخت کرنے سے قاصر ہے جس طرح آنکھ سورج کی روشنی کی امداد کی محتاج ہے۔ اسی طرح الہام اور وحی کے نور کی عقل محتاج ہے:

۲۔ وحی اور الہام والے باوجود مختلف مکان اور زبان اور قوم کے الٰہیات میں متحد فی الاصول ہوتے ہیں۔ اور وحی و الہام کے منکر صرف عقلی ڈھکوسلوں پر کاربند ہونے والے الٰہیات سے بے خبر اور ناستکت اور دہریت کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے ہیں:

۳۔ منکران وحی و الہام جن صداقتوں کے قائل پائے جاتے ہیں۔ وہ صداقتیں بھی وحی اور الہام کے ماننے والوں سے لی گئی ہیں:

کامل شریعت۔ ۱۔ کامل شریعت وہ ہو سکتی ہے۔ جو عالمگیر ہو اور سب اقوام عالم کی مشترکہ ضرورتوں کے متعلق متعادلۃً ایسے طریق پر راہنمائی کرنے والی ہو۔ جو افراط و تفریط سے پاک اور علم اور عقل کے رو سے سب قوموں کے لئے مقام وسطیٰ ہو:

۲۔ پھر وہ کامل الہامی کتاب کو پیش کرنے والی ہو۔ جس میں کامل شریعت پیش کرنے کا دعوے بھی ہو۔ اور دلائل بھی:

۳۔ کامل شریعت کے لئے کامل نمونہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی پیش کیا۔ جو کامل شریعت کے حامی ہیں:

۴۔ کامل شریعت کے لئے دائمی حفاظت کی ضرورت ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے ساتھ پائی جاتی ہے: ※

۵۔ آنحضرت صلعم کی کامل شریعت مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلہا ثابتٌ وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حینٍ باذن ربہا کی مصداق ہونے سے دائمی ثمرات اور برکات سے دُنیا کو مستفید کرنے والی ہے

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل شریعت تنقیدی اور تحقیقی مقابلہ میں سب شرائع کے مقابل اپنے محاسن اور خوبیوں کے علاوہ دلائل اور براہین کے رُو سے افضل۔ اغلب اور مقام سبقت پر ہے:

۷۔ تازہ نشانات جن سے اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کے نشانوں کی تجدید ہوتی ہے: (۲)

(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل شریعت کے واسطہ سے ہر زمانہ میں قیامت تک ظہور پذیر ہیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں کا ظہور جو اب تک ہوا۔ اور آج سے پہلے ہر زمانہ میں تازہ بتازہ نشانوں کی صورت میں صدور پذیر ہوتا رہا
[illegible] نوٹ لکھ کر جائیں [illegible] ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۳۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

ہندوؤں کے شور و شر کے آگے حکومت کشمیر جھک گئی

مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو شرارت کی کھلی اجازت دے دی گئی

ہندوؤں کی اشتعال انگیزیاں

متواتر کئی دنوں سے یہ خبریں آ رہی تھیں۔ کہ سری نگر میں ہندو مسلمانوں کے خلاف سخت اشتعال انگیز تقریریں کر رہے اور مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو بھڑکا کر فتنہ و فساد پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس کی طرف حکام کو بار بار توجہ دلائی گئی۔ مگر انہوں نے کوئی کارروائی نہ کی۔

ایک فتنہ پرداز ہندو کی گرفتاری

معلوم ہوتا ہے۔ جب ہندو فتنہ پردازوں کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں۔ اور ہندو حکام کے لئے پردہ پوشی کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ تو انہوں نے ۹ ستمبر ایک ہندو فتنہ پرداز کو جس نے صریح طور پر قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک مندر میں اشتعال انگیز تقریر کی تھی۔ گرفتار کر لیا۔ اگرچہ اسے ضمانت لے کر رہا کرنے پر آمادگی ظاہر کی گئی۔ لیکن اُس نے ضمانت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اسی طرح اپنی صفائی میں بیان دینے پر بھی آمادہ نہ ہوا۔

ہندوؤں کا ہجوم مہاراجہ کے محل کے پاس

اس پر ہندو بہت بڑا اجتماع کر کے مہاراجہ بہادر کے محل کی طرف یہ کہتے ہوئے گئے۔ کہ جب تک ان کا لیڈر رہا نہ کیا جائے گا وُہ واپس نہ لوٹیں گے۔ بلکہ مہاراجہ بہادر کے محل کے سامنے بھوک ہڑتال کریں گے۔ لیکن وہاں پہونچنے پر نہ معلوم حکام نے ان کے کان میں کیا پھونکا۔ کہ ہجوم فوراً منتشر ہوگیا۔

ہندو اخبارات میں جو خبر شائع ہوئی ہے۔ اس میں صرف یہ درج ہے۔ کہ اس وقت خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ کہیں خطرناک صورت رونما نہ ہو جائے۔ لیکن حکام نے بر وقت ہوشیاری سے کام لیا اور ہجوم کو منتشر کر دیا۔ صورتِ حالات اب بہتر ہو گئی ہے۔

ہندو ہجوم کس طرح منتشر کیا گیا

کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ وہی حکام جنہیں ۱۳ جولائی کو مسلمانوں کے نہتے اور پُرامن اجتماع کو جو جیل خانہ کے دروازہ پر ایک مقدمہ کی کارروائی سننے کے لئے جمع ہوا تھا۔ گولیوں کی بوچھاڑ کے سوا منتشر کرنے کا کوئی طریق نہ سُوجھا تھا۔ وہی ہندوؤں کے ایسے اجتماع کے متعلق جو ایک ملزم کی رہائی کا بے قاعدہ طور پر مطالبہ کر رہا۔ اور طرح طرح کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ اتنے ہوشیار اور دانشمند ہو گئے۔ کہ بغیر انگلی ہلائے اسے فوراً منتشر کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اگر ہندوؤں کا یہ ہجوم بطور خود جمع ہوا تھا۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ اتنی جلدی اور اتنی آسانی سے منتشر کیوں ہو گیا۔

ہندو شورش انگیز اور ریاستی حکام

کیا اس پر یہ کہنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ کہ ہندو جس قدر شورش اور فتنہ اٹھا رہے ہیں۔ اس کی تاریں ان حکام کے ہاتھ میں ہیں جو یہ چاہتے ہیں۔ کہ مہاراجہ بہادر مسلمانوں کے مطالبات سننے کے لئے بھی تیار نہ ہوں۔ اور وُہی یہ سب کچھ کرا رہے ہیں انہوں نے ہندوؤں کو پہلے خود ڈھیل دی۔ کہ باوجود ممانعت کے مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز جلسے منعقد کریں۔ اور ہندوؤں کو شورش کے لئے اُکسائیں۔ جب یہ بات حاصل ہو گئی۔ تو ایک فتنہ پرداز کو ہندوؤں کی شوریدہ سری کا امتحان لینے کے لئے گرفتار کر لیا گیا اس پر جب جلوس نکلا۔ حکومت کو دھمکیاں دی گئیں۔ شور و شر برپا کیا گیا۔ تو ہندو حکام نے اتنا ہی کافی سمجھ کر ہجوم کو منتشر ہونے کا مشورہ دیدیا۔ اور وُہ ہجوم جسے سخت مشتعل بتایا جاتا تھا۔ آناً فاناً منتشر ہو گیا۔ اب ایک طرف تو مہاراجہ صاحب بہادر کو یہ بتایا جائیگا کہ ہندوؤں میں بے حد جوش اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ وُہ مسلمانوں کے مطالبات کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے سخت مشتعل ہو رہے ہیں۔ اور دوسری طرف کہا جائے گا۔ ہم نے بڑی حکمت عملی اور ہوشیاری سے ان کے ہجوم کو منتشر کیا ہے ورنہ وُہ تو شاہی محل کے سامنے بھوک کے مر جانے کا تہیہ کر کے آئے تھے۔ اس طرح ریاست کی حکومت کو ہندوؤں کے شور و شر سے مرعوب کرنے اور مسلمانوں سے تغافل برتنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

حکومت کشمیر نے ہندوؤں کی تمام شرطیں منظور کرلیں

یہ سطور لکھی جا چکی تھیں۔ کہ سری نگر کی ۱۲ ستمبر کی ایک خبر سے جو ۱۴ ستمبر کے "پرتاپ" میں شائع ہوئی ہے۔ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ مذکورہ بالا خطرہ کا ایک حصّہ پُورا ہو گیا ہے۔ یعنی ریاستی حکومت نے ہندوؤں کے شور و شر سے مرعوب ہو کر ان کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"۱۲ ستمبر بعد دوپہر ڈیڑھ بجے حکومت اور سناتن دھرم ینگ مینز ایسوسی ایشن کے نمائندوں پنڈت پریم ناتھ پریزیڈنٹ اور پنڈت دمودیٹ سکرٹری کے درمیان صلح ہو گئی ہے۔ وزیر اعظم کے دفتر میں ایسوسی ایشن کے نمائندوں نے ملاقات کی۔ گورنر اور دیگر اعلےٰ افسران ملاقات کے وقت موجود تھے۔ دورانِ ملاقات میں طے ہوا۔ کہ سبھا نے جو ایجی ٹیشن شروع کر رکھی ہے وُہ ختم کر دی جائے گی۔ اگر گورنمنٹ اس مراسلہ کو منسوخ کر دے جو وزیر اعظم نے سبھا کو ارسال کیا تھا۔ اور تسلیم کرے۔ کہ سبھا کشمیری ہندوؤں کی نمائندہ جماعت ہے۔ تو صلح ہو سکتی ہے۔ چنانچہ شرائط تسلیم کر لی گئی ہیں۔ شری یت کیشو بندھو کا مقدمہ واپس لے لیا گیا ہے۔ انہیں بری کر دیا گیا ہے۔ جن ہندو لڑکوں نے ہڑتال کی تھی۔ ان کا جرمانہ معاف کر دیا گیا ہے۔ سالگرام طالب علم پر جو پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ وُہ ہٹالی گئی ہیں۔ مذہبی استھانوں میں دھارمک جلسے منعقد کرنے کی اجازت دیدی گئی ہے"۔

چند تازہ واقعات

یہ خبر جو ہندو ذرائع سے اور ممکن ہے۔ سرکاری طور پر ہندو اخبارات کو پہونچی ہو۔ صاف طور پر بتا رہی ہے۔ کہ ریاست جس کا دعوےٰ ہے۔ کہ وُہ ہندو مسلمانوں کو ایک آنکھ سے دیکھتی ہے اور اس کا مذہب انصاف ہے۔ وُہ ہندوؤں کی کس قدر بے جا ناز برداری کر رہی ہے۔ اور ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو کتنا حقیر اور ناقابل التفات سمجھتی ہے۔ اس وقت ان ناانصافیوں اور ستم شعاریوں کو جانے دیجئے۔ جن کا مسلمانوں کو سالہا سال سے شکار بنایا جا رہا ہے۔ اور جن کے خلاف ذرا سی آواز اٹھانا بھی مسلمانوں کے لئے اتنا بڑا جرم قرار دیا جاتا ہے۔ کہ انہیں نہایت بے دردی سے قتل کر دینا جیلخانوں میں ڈال دینا۔ اور حد درجہ کی بے عزتی کرنا معمولی بات سمجھی جاتی ہے۔ بالکل تازہ واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو کا ریاست میں کیا درجہ ہے۔ اور مسلمان کس قدر حقیر ہے۔ ذیل میں چند مثالیں اس کے متعلق پیش کی جاتی ہیں۔

مسلمان کو سخت سزا اور ہندو کی بریت

۱- ایک مسلمان کسی عزم اور ارادہ سے نہیں۔ بلکہ اتفاقیہ طور پر سری نگر میں جاتا اور مسجد میں مسلمانوں کے اجتماع میں قرآن کریم کی آیات پڑھ کر وعظ کرتا ہے۔ مسلمانوں کو بُری رسوم سے بچنے اور اپنی اصلاح کرنے کے متعلق قرآنی احکام سُناتا ہے۔ اس وجہ سے ریاست کی حکومت اُسے گرفتار کر کے جیل خانہ میں ڈال دیتی ہے۔ اور بالآخر حکومت کے خلاف باغیانہ تقریر کرنے کا الزام لگا کر پانچ سال قید سخت کی سزا دے دی جاتی ہے۔

اس کے مقابلہ میں ایک ہندو آریوں کے ایک نہایت زبان دراز اور بات بات میں مسلمانوں کے بزرگوں اور پیشواؤں کی ہتک کر کے دل آزاری کرنے والے اخبار "آریہ گزٹ" کی ایڈیٹری چھوڑ کر محض اس لئے کشمیر پہونچتا ہے۔ کہ وہاں کے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو آمادۂ شرارت کرے۔ وُہ قانونی ممانعت کے باوجود مسلسل تقریریں کرتا ہے۔ جن سے مشتعل ہو کر ہندو مسلمانوں پر حملے شروع کر دیتے ہیں۔ اور بائیکاٹ کر کے ان کے لئے زندگی محال بنا دیتے ہیں۔ مسلمان شور مچاتے ہیں۔ آخر جب فتنہ بُہت بڑھ جاتا ہے۔ تو سرکاری افسر اپنے کانوں اس کی ایک مفسدانہ تقریر سُن کر معاً اس وقت اسے گرفتار کر لیتے ہیں۔ جبکہ وُہ سٹیج سے اترتا ہے۔ لیکن نہ تو اس پر مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ نہ اُسے جیل میں ڈالا جاتا ہے۔ نہ اُس کی ضمانت لی جاتی ہے۔ بلکہ چوتھے ہی دن بڑے اعزاز اور اکرام کے ساتھ اسے بری کر دیا جاتا ہے۔

کیا ان دونوں واقعات میں جن میں سے ہندو لیکچرار کا واقعہ قانون کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے زیادہ قابل گرفت تھا۔ ایسا مختلف سلوک ظاہر نہیں کر رہا۔ کہ مسلمان کے لئے مسلمان ہونا باعث مصائب اور ہندو کے لئے ہندو ہونا باعث بریت ہوا۔

مسلمانوں پر گولیاں اور ہندوؤں کے سامنے منتیں

۲- مسلمان ایک غریب الوطن مسلمان کے مقدمہ کی کارروائی سننے کے لئے جسے مسلمانانِ کشمیر کی ہمدردی میں تقریر کرنے کی وجہ سے گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ باامن طور پر جیل کے سامنے جمع ہُوئے۔ تو انہیں قانونی طور پر منتشر ہونے کے لئے کہے بغیر ان پر گولیاں چلا دی گئیں۔ جس سے کئی ہلاک اور بُہت سے زخمی ہُوئے۔ لیکن ہندو مہاراجہ صاحب کے محل کے سامنے ایک گرفتار شدہ ہندو ملزم کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہُوئے اور دھمکیاں دیتے ہُوئے جمع ہُوئے۔ تو محض منت سماجت کر کے اور ان کے مطالبات کو پُورا کرنے کا وعدہ دے کر منتشر کر دیا گیا۔

مسلمانوں سے تغافل اور ہندوؤں کے آگے سرِ تسلیم خم

۳- مسلمان ایک عرصہ سے اپنے حقوق اور مطالبات کے لئے واویلا کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے جواب میں انہیں ہر قسم کے جبر اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اور اس وقت تک ان کو اپنے مطالبات پیش کرنے کا بھی موقعہ نہیں دیا گیا۔ لیکن ہندوؤں نے مسلمانوں کی مخالفت میں جب شورش برپا کی۔ اور فتنہ و فساد پر اُتر آئے۔ تو ریاست نے فوراً ان کے مطالبات منظور کر کے اُن سے صُلح کر لی۔

ان واقعات کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کے ساتھ ریاست ویسا ہی سلوک کر رہی ہے۔ جیسا ہندوؤں کے ساتھ کرتی ہے۔ یہ بیّن فرق اور غیر منصفانہ امتیاز مسلمانانِ کشمیر کی حالتِ زار کا پورا پورا مظہر ہے۔ اور اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حکومتِ کشمیر جہاں مسلمانوں کو نذرِ تغافل کر رہی ہے۔ وہاں ہندوؤں کی خاطر مدارات کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اور ان کی غیر آئینی اور فتنہ انگیز حرکات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر رہی ہے۔

مسلمان نمائندوں کے متعلق حکومتِ کشمیر کا اعلان

کشمیر کے ہندوؤں اور پنڈتوں کی مسلمانوں کے خلاف شرارتوں کا ذکر کرتے ہُوئے ہم نے حکومتِ کشمیر کی توجہ اس غلط بیانی کی طرف دلائی تھی۔ جو مسلمان نمائندوں کے خلاف ہندوؤں نے ہندو اخبارات میں یہ بتانے کے لئے کی تھی۔ کہ مسلمان لیڈروں نے سب کچھ اپنے فائدہ کے لئے کیا ہے۔ اور اب وُہ بڑی بڑی رقمیں لے کر حکومت کے ساتھ مل گئے ہیں۔ ہم نے لکھا تھا۔

اس کا صاف مطلب یہ ہوا۔ کہ ریاست اپنی مسلمان رعایا کے جائز اور ضروری حقوق پر غاصبانہ قبضہ جمائے رکھنے کے لئے بے حد افسوس ناک ذرائع سے کام لے رہی ہے۔ اور اس طرح اور لوگوں کو بھی اس بات کی دعوت دے رہی ہے۔ کہ وُہ بھی اسی قسم کا طریق عمل اختیار کر کے ذاتی فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ظاہر ہے ریاست کا یہ طریقِ عمل نہ صرف اس کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ قرار دیا جائے گا۔ بلکہ اس طرح ملک میں امن و امان قائم ہونا بھی ناممکن ہے پس ریاست کا فرض ہے۔ کہ جلد سے جلد اس قسم کی تمام افواہوں کی پُرزور تردید کر کے اپنی پوزیشن صاف کرے۔

بات چونکہ نہایت معقول تھی۔ اور ریاست کا اس میں اپنا فائدہ تھا۔ اس لئے کشمیر کے پبلسٹی افسر نے اس کی تردید تو کر دی ہے۔ اور اس افواہ کو "بالکل غلط اور بے بنیاد" بتایا ہے۔ لیکن جن لوگوں نے مسلمان نمائندوں کو بدنام کرنے اور مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے کے لئے یہ بے بنیاد اور بالکل غلط افواہ گھڑی۔ ان کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ اور نہ ان کی اس حرکت کی مذمت کی ہے۔

ہندوؤں کی اس خود تسلیم کردہ شرارت سے ریاست سمجھ سکتی ہے۔ کہ مسلمانوں کے خلاف ہندو کیسا شرمناک طریقِ عمل اختیار کئے ہُوئے ہیں۔ اور اگر وُہ مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہتی ہو۔ تو ہندوؤں کی شرارتوں سے اثر پذیر ہونے سے اسے باز رہنا چاہیئے۔

افسوسناک دہشت زدگی

چلتی گاڑی میں سفاک اور ظالم انقلاب پسندوں کے انگریزوں پر قاتلانہ حملوں کے بعض واقعات نے انگریزوں کو اس قدر دہشت زدہ کر دیا ہے۔ کہ چند ہی دنوں میں دو نہایت افسوسناک حادثات ہو چکے ہیں۔ تھوڑے ہی دنوں کی بات ہے۔ جہلم کے قریب ایک چھوٹے سے سٹیشن پر ایک انگریز نے ایک مسلمان کو جو ایک انگریز خاتون کا ملازم تھا۔ بغیر سوچے سمجھے اس لئے پستول کا نشانہ بنا دیا۔ کہ وُہ گاڑی چل پڑنے کی وجہ سے اپنے ڈبہ تک نہ پہونچ سکنے کے باعث اس کے ڈبہ کے پائدان پر کھڑا ہو گیا تھا۔ اب سہارنپور میں ایک انگریز نوجوان کو جو اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ایڈیٹوریل سٹاف کے ایک رکن کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اسی قسم کا حادثہ پیش آیا۔ اسے ایک فوجی انگریز نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

اگر ذمہ دار حکام نے ایسے واقعات کی روک تھام نہ کی۔ تو خطرہ ہے۔ کہ اور زیادہ افسوسناک حادثات رونما ہوں۔ بے شک اپنی حفاظت کا ہر انسان کو حق حاصل ہے۔ لیکن یہ حق اسی وقت استعمال کرنا چاہیئے۔ جب کسی کی بدنیتی کا پُورا پُورا یقین ہو جائے۔ اور صاف طور پر اس کی علامات ظاہر ہوں۔

کتّوں سے اختلاط کی وجہ سے ہلاکت

اسلام نے کتّے کو نہایت ناپاک جانور قرار دیا ہے۔ اور اس سے پرہیز کی سخت تاکید کی ہے۔ حتّٰے کہ اگر کسی برتن وغیرہ میں کتا منہ ڈال دے۔ تو اُسے کئی بار مٹی سے مل مل کر دھونا ضروری ٹھیرایا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام نے کتّے کے مس کو صحت انسانی کے لئے سخت مضر اور نقصان رساں بتایا ہے۔ لیکن یورپین اقوام میں کتّے کو جو قبولیت حاصل ہے۔ وُہ محتاج بیان نہیں یورپین مرد و عورتیں ان کے ساتھ کھانے پینے حتّٰی کہ ان کے منہ چومنے تک سے دریغ نہیں کرتے۔ رلنڈن کے ایک حال کے تار سے معلوم ہُوا ہے۔ کہ یورپین ڈاکٹروں نے بھی کتّے کے متعلق اسلامی نظریہ تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ حال ہی میں ایک عورت کی موت ہُوئی ہے۔ جس کے متعلق ڈاکٹروں نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ اس کا باعث کتوں کے وُہ جراثیم ہیں۔ جو اس کے جسم میں کتوں کو چومنے سے جمع ہوتے رہے۔ اور آخر کار ایک خوفناک پھوڑے کی صورت میں نمودار ہُوئے۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ اس سے قبل بھی بُہت سی عورتوں کی اموات کتوں کو چومنے کی وجہ سے ہو چکی ہیں۔ اب انگلستان کے ڈاکٹروں نے کتوں کے مالکوں کو تنبیہ کی ہے۔ کہ وُہ آئندہ اس معاملہ میں احتیاط کریں۔

کیا یہ اسلام کی فضیلت اور برتری کا حیرت انگیز ثبوت نہیں۔ کہ جو بات علوم کی اتنی ترقی کے بعد آج یورپ کے محققین معلوم کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیرہ سو سال پہلے ہی یہ ہدایت دے دی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مرمت مسجد لنڈن اور چندہ خاص کی تحریکیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۱ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-
میں نے پچھلے دنوں اپنی جماعت کے لئے

دو تحریکیں

کی ہیں۔ ایک تحریک تو جماعت کی مستورات کو مخاطب کر کے کی ہے جو

مسجد لنڈن کی مرمت

کے لئے چندہ کی اپیل ہے۔ اور دوسری تحریک جماعت کے مردوں کو مخاطب کر کے کی ہے جو

سلسلہ کی مالی مشکلات

کو دور کرنے قرضوں کے ادا کرنے اور جلسہ سالانہ کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ایک ایک ماہ کی آمدنی دینے کے لئے ہے۔ عورتوں کو تحریک اندازاً آٹھ دس ہزار روپیہ جمع کرنے کے لئے کی گئی ہے جو رقم اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ آج سے دس سال پہلے جب مسجد لنڈن کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی۔ تو عورتوں نے ۸۳ ہزار روپیہ جمع کر دیا تھا۔ اور اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کہ گذشتہ دس سال میں ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ترقی کر گئی ہے۔ اور اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کہ مومن کا ہر قدم ہمیشہ ترقی کی طرف اٹھتا ہے۔ بالکل

معمولی اور ادنیٰ تحریک

ہے۔ مگر کام خواہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ اگر باقاعدہ جدوجہد سے نہ کیا جائے۔ تو اس کا نتیجہ کبھی خوشگوار پیدا نہیں ہو سکتا۔

ایک زمانہ

تھا جبکہ مسلمان دنیا میں چند ہزار بلکہ چند ہزار بھی نہیں صرف چند سو ہی تھے۔ مگر ان کے ہر کام میں نمایاں طور پر برکت دکھائی دیتی تھی۔ آج ہندوستان میں ہی آٹھ کروڑ سے زیادہ مسلمان بستے ہیں۔ لیکن معمولی معمولی تحریکیں بھی ان میں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اور وہ کامیاب ہوتی نظر نہیں آتیں۔ جس کی بڑی وجہ یہی ہے۔ کہ ان میں تنظیم نہیں۔ اور ایسی جدوجہد اور کوشش ان میں مفقود ہے۔ جس کا ہونا کامیابی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں یا تو اپنی ذات میں کام کرنے کے لئے کوشش کرنا ہی مفقود ہوتا ہے۔ اور یا وہ صحیح طریق اختیار نہیں کرتے۔ جس کے بغیر کامیابی حاصل ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ پس چونکہ یا تو وہ جدوجہد نہیں کرتے۔ یا ایسے طریق اختیار کرتے ہیں۔ جن کے نیک نتائج پیدا ہونے ناممکن ہوتے ہیں۔ اس لئے کثرت تعداد کے باوجود معمولی تحریکیں بھی ان میں کامیاب نہیں ہوتیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ہماری جماعت میں تنظیم

نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور جماعت جس کام کے پیچھے پڑ جاتی ہے اور نیک نیتی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے پڑتی ہے اسے کر لیتی ہے۔ اور گو بعض دفعہ حالات مخالف بھی ہوتے ہیں۔ مگر

الٰہی نصرت

انسانی تدابیر کی کمی کو پورا کر دیتی ہے۔

پس گو مسجد لنڈن کی مرمت کے لئے احمدی خواتین سے جو اپیل کی گئی ہے۔ نہایت معمولی تحریک ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں جب تک تمام جماعتیں منظم کوشش نہ کریں۔ ممکن ہے۔ کامیابی میں دیر لگ جائے۔ ہماری

جماعت کی عورتوں

میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص رکھنے والیوں کی کمی نہیں۔ جیسا کہ مردوں میں بھی مخلصین کا ایک بہت بڑا حصہ موجود ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں۔ اس تحریک کے ساتھ ہی ایسی مثالیں سامنے آنی شروع ہو گئی ہیں۔ جو نہایت ہی اعلیٰ اثر پیدا کرنے والی اور روحانیت کو ابھارنے والی ہیں۔ مثلاً ہماری جماعت میں

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب

ایک نہایت ہی مخلص اور نہایت ہی قربانی کرنے والے آدمی ہیں وہ ذاتی طور پر اپنے اموال کا ایک بہت بڑا حصہ تبلیغ کے لئے ٹریکٹ اور رسالے شائع کرنے میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب ٹیچنگز آف اسلام یعنی " اسلامی اصول کی فلاسفی" ایکسٹریکٹ فرام ہولی قرآن اور احمد جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے ہی اسلامی مسائل پر گہری روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اسی طرح بعض اور رسائل اپنے ذاتی خرچ پر شائع کر چکے ہیں۔ اور ایک ایک کتاب کے چھ چھ سات سات ایڈیشن نکل چکے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں یہ کتابیں دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ ان کی اہلیہ کے متعلق جو اخلاص میں انہی کے رنگ میں رنگین ہیں اطلاع ملی ہے کہ وہ کئی سالوں سے اپنے جیب خرچ کی رقم سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرتی آ رہی تھیں۔ اور اس وقت تک

ایک ہزار روپیہ

انہوں نے جمع کر لیا تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے بھی لکھا تھا کہ یہ اس قسم کی عظیم الشان تحریک نہیں جیسی مسجد لنڈن کی تعمیر کے لئے کی گئی تھی۔ اور میں نے لکھا تھا۔ تمام جماعتوں کی خواتین تھوڑا تھوڑا کر کے یہ بوجھ اٹھائیں۔ اور جس قدر آسانی سے چندہ دے سکتی ہیں دیں۔ اور باوجود اس کے کہ دوسروں نے بھی انہیں مشورہ دیا۔ کہ اس جمع کردہ روپیہ میں سے ایک حصہ اپنے لئے بھی رکھ لیں۔ انہوں نے

ساری کی ساری رقم

جو کئی سال سے جمع کر رہی تھیں مسجد لنڈن کی مرمت کے لئے خدا کے راستہ میں دے دی۔ بعض عزیزوں نے بھی انہیں کہا۔ کہ آپ [illegible] عرصہ سے یہ رقم ایک کام کے لئے جمع کر رہی تھیں۔ اس لئے کچھ حصہ اس میں سے اپنی ضروریات کے لئے رکھ لیں۔ مگر انہوں نے کہا۔ نیک کاموں کے لئے روز روز کہاں موقعے ملتے ہیں بجائے اس کے کہ یہ مال میں دنیا میں جمع کروں چاہتی ہوں۔ کہ خدا کے بنک میں جمع ہو جائے۔
اس قسم کی اگر ہماری جماعت میں سے

چند خواتین

ہی مثالیں پیش کر دیں۔ تو مطلوبہ رقم کا فوراً پورا ہو جانا کچھ بھی بڑی بات نہیں۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ ہماری جماعت جو لاکھوں افراد کا مجموعہ ہے۔ اس میں سے چند بھی ایسی مثالیں نہ مل سکیں۔ اس میں شبہ نہیں۔ ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے،

مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ آٹھ دس ہزار روپیہ کی تحریک بھی کوئی بڑی تحریک نہیں۔ اور جو لاکھوں کی باعث ہو۔ اس کے ایک ہزار میں سے کوئی ایک دو ہزار میں سے کوئی ایک یا چار ہزار میں سے ہی کسی ایک ایسی مالدار عورت کا ملنا بڑی بات نہیں۔ جو اتنی قربانی کر سکے اگر گو وہ آجکل کے مالدار ہونے کے معیار کے لحاظ سے مالدار نہ کہلائیں۔ کیونکہ اب تو وہ زمانہ ہے۔ کہ لاکھ پتی بھی مالدار نہیں کہلا سکتے۔ صرف کروڑ پتی مالدار سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت میں وہ اپنے اموال کا ایک بڑا حصہ دیکر دوسروں سے نمایاں درجہ حاصل کر سکتی ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ ہزاروں روپیہ رکھنے والوں کا ہماری جماعت میں بھی فقدان نہیں۔ پس اس قسم کی اگر چند عورتیں ہی کھڑی ہو جائیں۔ تو صرف وہی تمام رقم پوری کر سکتی ہیں۔ لیکن اس کے لئے ضرورت ہے اخلاص کی۔ اور ضرورت ہے اس تڑپ کی۔ کہ انسان اپنا مال خدا کا مال سمجھے۔ یہ مثال تو ایک نیک اور مالدار خاتون کی میں نے سنائی ہے۔ اسی طرح ملک کے دوسرے سرے یعنی سرحد کی طرف کی ایک خاتون نے

نہایت قابل قدر ایثار

کیا۔ وہاں بھی ہماری مقامی جماعت کے امیر نے مسجد کی مرمت کیلئے چندہ کی تحریک کی۔ ان کی اہلیہ کے پاس صرف ایک زیور تھا۔ اور وہ سونے کی ڈنڈیاں تھیں۔ انہیں انہی دنوں میں سے ایک کام کے لئے یہاں بلایا تھا۔ انہوں نے سنایا۔ جبکہ دفعہ میری بیوی نے مجھے کہا۔ میرے اور میرے بچوں کے لئے حضرت صاحب سے خاص دعا کرانا۔ انہوں نے کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہیں لکھا ہے۔ یا کسی سے میں نے آپ کی یہ روایت سنی ہے۔ کہ خاص دعا کے لئے خاص تحریک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ قربانی سے ہو سکتی ہے۔ جب آپ خاص دعا کرانا چاہتی ہیں۔ تو اس کے لئے قربانی بھی کریں۔ انہوں نے اپنا زیور اتار کر دے دیا۔ اور کہا۔ میری طرف سے قادیان میں یہ چندے کے طور پر دیدیں۔ غرض ہر طبقہ میں ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ کہ اس تحریک کے موقعہ پر انہوں نے خاص طور پر جوش دکھلایا۔ اسی طرح غرباء کی جماعت میں سے

نابھہ کی احمدی عورتوں کی مثال

قابل تقلید ہے۔ وہاں زیادہ سے زیادہ دس گیارہ آدمی ہونگے۔ اور وہ بھی نہایت قلیل تنخواہیں لیتے۔ اور مالی لحاظ سے بہت معمولی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی حیثیت معمولی کلرکوں سے بڑھ کر نہیں۔ اور پھر ریاست کے کلرک تو بہت ہی نچلے درجہ میں ہوتے ہیں۔ جن ریاستوں کے کمانڈر انچیف کی تین تین سو روپیہ تنخواہ ہو۔ ان کے کلرکوں کی جو مالی حیثیت ہو گی۔ وہ کسی سے مخفی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس جماعت کی طرف سے جو رپورٹ آئی ہے۔ وہ بہت ہی خوش کن ہے۔ ان کی مجموعی رقم کا اگرچہ میں صحیح طور پر اندازہ نہیں کر سکا۔ کیونکہ اس میں چاندی کے زیورات کی جو رقم شامل تھی۔ وہ میں پڑھ نہیں سکا۔ لیکن اگر اس رقم کا قلیل سے قلیل اندازہ بھی ہو۔ تو بھی ۷۰ - ۸۰ روپیہ سے کم نہیں بنتے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اس وقت تک جن جن جماعتوں کی طرف سے رپورٹیں پہنچی ہیں۔ ان میں سے نابھہ کی جماعت کو اس قربانی میں دوسری جماعتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ اور میں اسے موجودہ رپورٹوں کی بناء پر دوسری تمام جماعتوں پر ترجیح دیتا ہوں۔ دراصل مقابلہ ہمیشہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک فردی مقابلہ ہوتا ہے۔ اور ایک جماعت کا دوسری جماعت سے مقابلہ ہوتا ہے۔ اس مقابلہ میں جو بحیثیت جماعت ہے۔ نابھہ کی جماعت کو فوقیت حاصل ہے۔

قادیان کی مستورات

ہمیشہ چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی ہیں۔ مگر اب میں اب ایک مرض پیدا ہو گیا ہے۔ اور اچھے بھلے آدمی کو بھی جب کوئی مرض ہو جائے۔ تو اس میں پہلی سی طاقت نہیں رہتی۔ اور وہ کمزوری محسوس کرتا ہے۔ وہ مرض یہاں کے مردوں میں بھی ہے۔ اور عورتوں میں بھی۔ اور وہ یہ کہ جس مجلس میں میں تقریر کروں۔ اس میں تو لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر جس مجلس میں خلیفۂ وقت نہ ہو۔ عموماً کہا جاتا ہے۔ کہ وہ مجلس مزے دار نہیں۔ اور اسی لئے اس میں کئی لوگ شامل نہیں ہوتے۔ اس دفعہ چندہ کی تحریک کے موقع پر میں بیمار تھا۔ دوسرے میں یہ بھی چاہتا تھا۔ کہ یہ مرض دور ہو۔ اس لئے میں نے کہا۔ کہ تحریک چندہ کے متعلق عورتوں کے جلسہ میں میں شامل نہیں ہوں گا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پہلے جہاں بعض دفعہ میری تقریر پر ہزار ہزار عورتیں جمع ہو جایا کرتی تھیں۔ اس دفعہ معلوم ہوا ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو سو عورتیں ہونگی۔ اور چندہ جو زیورات وغیرہ ملا کر ہوا۔ وہ چار سوا چار سو کے قریب ہے۔ حالانکہ اگر صحیح طور پر کوشش کی جائے۔ تو ایک ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ روپیہ کا جمع ہو جانا قادیان میں معمولی بات ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ یہ

سخت مالی مشکلات کے دن

ہیں۔ اور تجارت پیشہ لوگوں اور مزدور طبقہ کو بھی غیر معمولی تنگی محسوس ہو رہی ہے۔ لیکن اگر اخلاص اور محبت الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے کوشش کی جائے۔ تو اس رقم کا جمع ہو جانا مشکل امر نہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ

قادیان کی جماعت

جو ہمیشہ دوسروں کے سامنے اپنا نمونہ رکھا کرتی ہے اس موقعہ پر بھی پیچھے نہیں رہے گی۔ میں نے عزم کیا ہوا ہے۔ کہ میں اس تحریک کے لئے کوئی خاص علیحدہ تقریر نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ گویا لوگ خلیفۂ وقت کے لئے چندہ دیتے ہیں۔ خدا کے لئے چندہ نہیں دیتے۔ حالانکہ مومنانہ نیت تو یہ ہونی چاہیئے۔ کہ چندہ دیتے وقت خواہ کوئی بھی معزز آدمی پاس نہ ہو۔ خواہ کوئی بھی بڑا آدمی دیکھنے والا نہ ہو۔ خواہ کوئی بھی تعریف کرنے والا نہ ہو۔ خواہ کوئی بھی تعظیم کرنے والا نہ ہو۔ اور خواہ کوئی بھی داد دینے والا نہ ہو۔ تب بھی محض اس لئے کہ اس چندہ کے دینے سے میرا خدا مجھ سے خوش ہو گا۔ اور اس کی رضا اور محبت مجھے حاصل ہو گی۔ انسان چندہ دے اور وہ کام کرے۔ جس کے کرنے کا اسے حکم دیا جائے۔ پس قادیان کی احمدی خواتین کو اپنے نمونہ اور عمل سے اپنے دلی اخلاص اور ایمان کا ثبوت دینا چاہیئے۔ ہاں مجھے یاد نہ رہا۔

ایک خاندان کی مثال

بھی اس چندہ کی تحریک میں قابل تقلید ہے۔ اور وہ ڈسکہ کی جماعت کا چندہ ہے۔ دفتر محاسب کی رپورٹوں میں اس کا ذکر تھا۔ وہاں چودھری نصر اللہ خان صاحب مرحوم کے خاندان کا مقام ہے۔ ان کا چندہ بھی نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ اور چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے خاندان نے اس میں جوش اور اخلاص سے حصہ لیا۔ اور اس جگہ کی جماعت نے بھی اپنے چندہ کی رقم معمولی حالت سے زیادہ ادا کی ہے۔ اب میں

مردوں کی تحریک

کو لیتا ہوں۔ اس وقت ہندوستان کی مالی حالت سخت پریشان کن ہے۔ بلکہ ہندوستان کی ہی کیا ساری دنیا کی حالت مالی لحاظ سے ایسی کمزور ہے۔ کہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے دنیا سے روپیہ اٹھا کر لے گئے ہیں ؛

زمینداروں کی حالت

قوالیسی ہے۔ کہ سنگدل سے سنگدل انسان کو بھی ان کے حالات سنکر رحم آجاتا ہے۔ گو اقتصادی لحاظ سے دنیا کی حالت خواہ کتنی ہی خراب کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کام کبھی رکا نہیں کرتے۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ خدا کے کام رکنے نہیں چاہئیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں

مسلمانوں کی حالت

جس قدر گری ہوئی تھی۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ زمانہ کی خرابی کی حالت بھی اچھی ہے۔ وہاں تو ہمیں یہ نمونہ نظر آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنوں سے لڑ رہے ہیں۔ صحابہؓ آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر فاقہ اور بھوک کی وجہ سے انہوں نے اپنے پیٹوں پر پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ مگر یہ نمونہ اب کہاں نظر آتا ہے۔ زمینداروں کو بے شک زیور بیچ کر مالیہ ادا کرنا پڑا۔ مگر انہیں فاقے نہیں کرنے پڑے پھر یہاں کی اقتصادی حالت کی خرابی

غلہ کی ارزانی

کی وجہ سے ہے۔ مگر وہاں چیزوں کے فقدان کی وجہ سے تھی۔ یہاں غلہ تو ہے۔ مگر روپیہ نہیں۔ مگر وہاں نہ روپیہ تھا۔ نہ غلہ۔ باوجود اس کے صحابہ کرام نے بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ اور ایسی عظیم الشان قربانیاں کیں۔ کہ آج تک یادگار زمانہ ہیں۔ پس دین کے کام پر قحط کا اثر نہیں پڑتا۔ اور نہیں پڑنا چاہیئے۔ چونکہ دنیا کی مالی حالت کو دیکھتے ہوئے

خطرات بہت زیادہ ہیں

اور ہماری جماعت پر ۸۰۰۰۰ ہزار روپیہ کا قرضہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس سال ہم یہ تمام قرض اتار دیں۔ ممکن ہے۔ اگلے سال مالی حالت اور بھی زیادہ کمزور ہو جائے۔ اور ہمارے لئے قرض اتارنا قریباً ناممکن ہو جائے۔ اسی لئے میں نے جماعت کے احباب سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ

ایک ایک ماہ کی آمدنی

ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ادا کر دیں۔ یہ چندہ خاص ایسا ہے۔ کہ اس میں چندہ ماہواری اور چندہ جلسہ سالانہ بھی شامل ہے۔ اس لئے یہ پہلی تحریکوں کے مقابلہ میں معمولی تحریک ہے پہلے جب میں نے ایک ایک ماہ کی آمدنی دینے کی تحریک کی۔ تو اس وقت چندہ ماہواری چندہ جلسہ سالانہ۔ چندہ خاص میں شامل نہیں ہوتا تھا۔ مگر اب کی مرتبہ چندہ ماہواری بھی اس میں شامل ہے۔ اور چندہ جلسہ سالانہ بھی۔ گویا اصل

چندہ خاص

صرف ساٹھ فیصدی کے قریب رہ جاتا ہے۔ حالانکہ ہماری جماعت اس سے پہلے سو سو فیصدی چندہ بھی دے چکی ہے۔ زمینداروں کی مالی حالت سب سے خستہ خراب ہے۔ مگر

ملازموں کی حالت

ان سے بدرجہا اچھی ہے۔ کیونکہ چیزیں سستی ہوگئیں۔ مگر ان کی تنخواہ وہی ہے۔ جو انہیں پہلے ملا کرتی تھی۔ میں نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ اگر ہماری جماعت معمولی جدوجہد سے بھی کام لے۔ تو

ڈیڑھ لاکھ روپیہ

بخوبی جمع ہوسکتا ہے۔ جس میں سے ساٹھ ہزار کی رقم معمولی چندہ کے طور پر کام آسکتی ہے۔ اور بقیہ ۷۰۰۰۰ ہزار روپیہ پچھلے قرضوں کی ادائیگی کے لئے رہ جائے گا۔ مگر پھر بھی وہ کمی رہ جاتی ہے۔ جس کا بجٹ بناتے وقت خیال نہیں رکھا گیا۔ شروع سال میں ہمارا بجٹ جن اصول پر بنایا گیا۔ وہ رقم دوران سال میں حاصل نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہماری جماعت کا زیادہ تر حصہ زمینداروں پر مشتمل ہے۔ اور زمینداروں سے اس سال یا تو آمد ہوئی ہی نہیں۔ اور یا ہوئی ہے تو بہت کم۔ اور اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ غلہ کی قیمت گر گئی۔ اور اس طرح پہلے جو رقم زمینداروں کی طرف سے ملا کرتی تھی۔ اس کا اب بعض دفعہ چوتھائی حصہ ملتا ہے۔ مثلاً کسی زمیندار نے اگر سو من غلہ دیا ہے۔ تو پہلے اس کی قیمت میں ساڑھے چار سو کے قریب روپیہ مل جاتا تھا مگر اب سو سوا سو کے قریب ملتا ہے۔ اور گو زمیندار غلہ اتنا ہی دیتے ہیں۔ جتنا پہلے دیا کرتے تھے۔ مگر اب چونکہ قیمتیں گر گئی ہیں۔ اس لئے پہلے جتنی آمدنی نہیں ہوتی۔ کیونکہ زمیندار جو چندہ دیتے ہیں۔ بصورت غلہ دیتے ہیں۔ بصورت روپیہ نہیں دیتے۔ پس قدرتی طور پر آمدنی پر اس کا اثر پڑا۔ اور ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ چندہ خاص کی تحریک کی جائے۔ احباب نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ مگر ابھی ضرورت ہے۔ کہ اور بھی زیادہ جوش اور اخلاص سے کام کیا جائے اور جلد سے جلد

مطلوبہ رقم

کو پورا کیا جائے۔ یہ کام ہم میں سے کسی کا ذاتی نہیں۔ بلکہ خدا کا کام اور اس کے دین کی اشاعت کا فرض ہے۔ اس کے لئے ہمیں جس قدر بھی قربانیاں کرنی پڑیں۔ چاہیئے۔ کہ ہم ہر وقت وہ قربانیاں کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے اور محض اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے صحابہ نے اپنے

پیٹ پر پتھر

باندھے۔ اور کام کیا۔ تو ہمیں بھی تیار رہنا چاہیئے۔ کہ اگر کسی وقت ہمیں ایسی ہی قربانی کرنی پڑے۔ تو اس وقت ہم خوشی اور بشاشت کے ساتھ اس میں حصہ لیں۔ کئی دوست ہیں۔ جو مجھے کہا کرتے ہیں۔ کہ میں جماعت سے ایسی ہی قربانی کا مطالبہ کروں۔ مگر میں انہیں کہا کرتا ہوں۔ کہ یہ قربانی اسی وقت جائز ہوسکتی ہے۔ جب ضرورت محسوس ہو اور جب اس کے بغیر کام نہ چل سکتا ہو۔ مثلاً جب معمولی چندوں سے بھی کام نہ چلے۔ اور جب اور کوئی طریق باقی نہ رہے۔ تو اس وقت یہ مطالبہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ پس اگر ایسا ہی زمانہ آنے والا ہو۔ تو کوئی

وجہ نہیں۔ ہم اسی طرح دینی کام نہ کریں جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت صحابہ کرام کرتے آئے۔ انہوں نے فاقے کئے پیٹوں پر پتھر باندھے۔ اور خدا کے دین کو پھیلایا۔ مگر اس وقت یہ مطالبہ کسی ایک شخص سے نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ ساری جماعت سے کیا جائیگا۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ بعضوں کو لے لیا جائے۔ اور بعضوں کو چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ اگر غریبوں سے اس قربانی کا مطالبہ کیا جائیگا تو امیروں سے بھی کیا جائیگا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں ہوگا۔ کہ کارکنوں سے مطالبہ کیا جائے۔ اور غیر کارکنوں سے نہیں۔ بلکہ جب مطالبہ کیا جائیگا۔ تو کارکنوں اور غیر کارکنوں دونوں سے کیا جائیگا۔ اور انہیں کہا جائے گا۔ اپنے

خورونوش کے لئے

ہم سے معمولی رقم لے لو۔ اور اپنا سب کچھ خدا کے رستہ میں دیدو۔ کارکنوں کو بھی اس وقت ہم یہی کہیں گے۔ کہ روٹی کھاؤ۔ اور سال میں صرف دو جوڑے کپڑوں کے ہم سے لو۔ اور اللہ تعالیٰ کے دین کا اسی جوش اور اخلاص سے کام کرتے رہو۔ جس طرح پہلے کرتے ہو۔ مگر یہ زمانہ ابھی نہیں آیا۔ اور ہم نہیں جانتے یہ زمانہ آئے گا بھی یا نہیں مگر ایسے موقعوں کے لئے بھی

مومن تیار رہتے ہیں

اور کبھی اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قربانی کا موقع دیکر اپنے قرب میں بڑھنے کا سامان پیدا کیا۔

اس تحریک کے موقعہ پر جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہماری جماعت کے احباب نے اس تحریک کو نہایت خوشی سے سنا۔ اور انہیں یوں محسوس ہوا۔ کہ گویا

ایک انعام

ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے نازل ہوا۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کئی ایسے ہیں جو کمزوری دکھاتے ہیں۔ اور وہ چندہ دینے کے لئے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ اور مجھ سے بھی پوچھتے ہیں۔ کہ ایسے موقعہ پر ہم کیا کریں۔ میں اس قسم کے تمام لوگوں کو یہ جواب دیا جاتا ہوں۔ کہ ہر شخص کا اپنا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ وہ اپنے حالات کو دیکھ کر اپنے دل سے فتویٰ پوچھ سکتا ہے۔ میرا یہ کام نہیں۔ کہ میں تمام افراد کا

انفرادی لحاظ سے

اندازہ لگاؤں۔ بلکہ میرا کام یہ ہے۔ کہ میں تمام افراد کا بحیثیت جماعت اندازہ لگاؤں۔ اور ان کے سامنے ان کے حالات کے مطابق ایک تحریک رکھ دوں۔ آگے ہر شخص اپنے اپنے حالات کے رو سے خدا کے حضور جواب دہ ہے۔ میری غرض تو فقط تمام جماعت کا اندازہ لگا کر اس کے سامنے ایک تحریک رکھ دیتا ہوں۔ تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتا ہوں۔ باقی یہ کہ یہ لوگ کس طرح عمل کریں۔ یہ ہر شخص

کی اپنی ذمہ داری کا کام ہے۔ میرا فتویٰ جماعت کے متعلق تو ہو سکتا ہے۔ مگر افراد کے متعلق نہیں ہو سکتا۔ میں جماعت کو تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ لاؤ ایک ایک مہینے کی تنخواہ دے دو۔ مگر میں افراد کو اس طرح نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کسی کی حالت ایسی ہو۔ کہ وہ اتنی قربانی نہ کر سکے۔ اور ممکن ہے۔ وہ بہانے ہی بناتا ہو۔ اور محض اپنے نفس کی آرام طلبی کے لئے مقررہ چندہ دینے سے ڈرتا ہو۔ پس ایسا شخص اپنی ذات کے متعلق

خدا کے حضور

جواب دہ ہو گا۔ میں تو اسے چھوڑ دوں گا۔ مگر خدا کے حضور اسے جواب دینا پڑیگا۔ پس ایسے شخصوں کو بجائے مجھ سے فتویٰ پوچھنے کے اپنے دل سے فتویٰ پوچھنا چاہیئے۔

ہاں اگر کوئی شخص مخلص ہو۔ اور اس کے پاس واقعی روپیہ نہ ہو اور وہ حیران ہو۔ کہ ایسے موقعہ پر کیا کرے۔ تو میں اس کو یہی جواب دوں گا۔ کہ اگر میری کسی وقت ایسی حالت ہو۔ مجھے

خدا کے دین کی امداد کیلئے

پکارا جائے۔ اور میرے پاس کوئی روپیہ نہ ہو۔ تو میں اس رقم کو اپنے ذمہ قرض سمجھوں گا۔ اور جب میری حالت ادائیگی کے قابل ہوگی۔ اس وقت میں وہ روپیہ ادا کر دوں گا۔ پس اگر کوئی شخص

صوفیانہ طور پر

مجھ سے فتویٰ پوچھے۔ تو میں اسے یہی کہوں گا۔ کہ میں تمہاری ذات کے متعلق تو کوئی فتویٰ نہیں دے سکتا۔ لیکن میں اپنے متعلق کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر کسی وقت میری ایسی ہی حالت ہو، اور میں کسی صورت میں بھی چندہ نہ دے سکوں۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ اتنا چندہ میرے ذمہ قرض ہے۔ حالات کے بدلنے پر یا اتنے عرصہ تک میں وہ رقم قرض سمجھتے ہوئے خدا کے رستہ میں دیدوں گا۔ کیونکہ خدا کے قرض ہمیشہ ادا کئے جاتے ہیں۔ جب دنیا کے قرض ادا کرنے کے لئے لوگ کوششیں کرتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں

خدا کا قرض

اتارنے کی فکر نہ کی جائے۔ پس اس نیت کے ماتحت اگر دوسرے ہی دن میری حالت بدل جاتی ہے۔ تو اسی وقت مقررہ رقم ادا کرنے میں کوشش کروں گا۔

اس سلسلہ میں میں

قادیان کی جماعت

کو خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔ اور انہیں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ انہیں دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہیئے۔ آج سے دس سال پہلے قادیان اور لاہور کی جماعتیں لوگوں کے سامنے بطور نمونہ ظاہر ہوا کرتی تھیں۔ مگر افسوس ہے۔ لاہور اس کے بعد گر گیا۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہاں کے امیر اور کارکن اپنی مصروفیت کی وجہ سے جماعت کے کاموں کی طرف توجہ نہ کر سکے۔ مگر اب

لاہور کی جماعت

پھر ابھر رہی ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ وہاں کے مقامی امیر اور دوسرے لوگوں کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ جماعت کی ترقی کی کوشش کر سکیں۔ میں نے پچھلے دنوں انہیں کچھ نصیحتیں کی تھیں جس کے بعد مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ اب ان میں بیداری کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ مگر جو خبریں وہاں سے آئی ہیں۔ وہ ابھی ایسی نہیں کہ انہیں لوگوں کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا جا سکے۔ بہت سی جماعتیں ایسی ہیں۔ جو ان سے بہت زیادہ اچھا نمونہ دکھا رہی ہیں۔ پس ابھی انہیں اور کوشش کی ضرورت ہے۔ اسی طرح قادیان کی جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمیشہ عزت کے مقام کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو مقام ایک دفعہ کھویا جائے۔ وہ دوبارہ بڑی مشکلوں کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے۔ جس طرح گرے ہوئے آدمی کا اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح جو ایک دفعہ کسی عزت کے مقام سے نیچے گر پڑے۔ اس کا دوبارہ وہی مقام حاصل کرنا بہت بڑی قربانیوں اور کوششوں کا متقاضی ہوتا ہے۔ پس یاد رکھو۔ اگر اس چندے کے موقعہ پر تم لوگ پیچھے رہ گئے۔ تو سالہا سال کی قربانیوں سے بھی یہ مقام جو تمہیں اب میسر ہے۔ حاصل نہیں ہو سکیگا۔ کیونکہ جب ایک جماعت پیچھے رہ جاتی ہے۔ تو دوسری جماعتیں آگے بڑھتی ہیں۔ اور ان کا جوش اور اخلاص بڑھ جاتا ہے۔ اور پھر وہ نہیں چاہتیں۔ کہ کوئی اور جماعت ان سے بڑھ سکے۔ پس ان کی کوششیں نمایاں مقام حاصل کر جاتی ہیں۔ اس لئے اپنے اول ہونے کے مقام کو کبھی ضائع نہ ہونے دو۔ کہ یہ نہایت

قیمتی مقام ہے

کئی دشمن ہیں۔ جو کہا کرتے ہیں۔ کہ قادیان کے مقامی لوگ خلیفہ وقت کے رعب کی وجہ سے اور اس کے زور اور دباؤ کی وجہ سے چندہ دیتے ہیں۔ لیکن دشمن کی گواہی اس کی زبان کی گواہی ہوتی ہے اور تمہاری گواہی تمہارے دل کی گواہی ہوگی۔ اگر تم اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہو۔ کہ تم کسی دباؤ کی وجہ سے چندہ دیتے ہو۔ تو سمجھ لو۔ کہ تمہارا روپیہ یہاں بھی ضائع ہوا۔ اور اگلے جہان میں بھی۔ اس دنیا میں بھی تم نے اپنے اموال میں کمی کی۔ اور اگلے جہان میں بھی ثواب حاصل نہ کیا۔ لیکن اگر سمجھو۔ کہ تم

محض خدا کے لئے

چندہ دیتے ہو۔ اور اس قدر اپنے اندر اخلاص اور ایمان رکھتے ہو۔ کہ اگر خدا کے دین کے لئے تمہیں اپنے اموال قربان کرنے پڑیں۔ تو تم تیار ہو۔ عزت قربان کرنی پڑے۔ تو تیار ہو۔ عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑنا پڑے تو تیار ہو۔ وطن کو قربان کرنا پڑے۔ تو تیار ہو۔ تو دشمن خواہ کس قدر بکواس کرے۔ تمہارا معاملہ تمہارے خدا کے ساتھ ہے اور وہ تمہیں اس اخلاص اور نیکی کا اپنے حضور عظیم الشان بدلہ دیگا۔ میں جمعہ کے بعد

سیالکوٹ

جانے والا ہوں۔ عصر کی نماز جمعہ کے ساتھ ہی انشاء اللہ پڑھا دونگا

خطبہ مجھے چھوٹا پڑھنا چاہیئے تھا۔ مگر لمبا ہو گیا۔ میں امیر کے متعلق چلتے ہوئے اعلان کرا دوں گا۔ دو یا تین دن باہر رہوں گا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ مقامی کارکن بہت جلد یہاں کی جماعت کے چندہ کو میرے سامنے پیش کریں گے۔

مقامی عہدیداروں کو چاہیئے

کہ کارکن جنہیں رقوم ان کے علموں سے ملتی ہیں۔ بہت جلد ان کے بل پاس کرا کے چندہ کی رقمیں ادا کر دیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ یہاں کے کارکن دوسرے لوگوں سے پیچھے رہ جائیں۔ اگر اس میں غفلت ہوئی۔ تو کارکنوں کا قصور ہو گا۔ کہ انہوں نے اول ہونے کے ثواب میں یہاں کے لوگوں کو شامل ہونے سے روکا۔ لوگ تیار ہیں۔ صرف یہ چاہیئے۔ کہ ان کے بل پاس کرا کے رقمیں وصول کر لی جائیں۔ باقی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ وہ ان مشکلات اور مصائب کے دنوں کو دور فرمائے اور دراصل بات تو یہ ہے۔ کہ میں انہیں مصائب کے دن سمجھتا ہی نہیں کیونکہ

مومن کا دل

اتنا وسیع ہوتا ہے کہ وہ مصیبت کو مصیبت ہی نہیں سمجھتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا آغاز الحمد للہ سے کیا۔ پس مومن کا تو کام ہی یہ ہے۔ کہ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور وہ یہی کہتا ہے۔ کہ جو خدا کی طرف سے حالت نازل ہوئی وہی اچھی ہے۔ اگر بظاہر بری نظر آتی ہے۔ تو وہ میری آنکھوں کا قصور ہے۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے

ایک چور

کو اپنی آنکھ سے چوری کرتے دیکھا۔ انہوں نے اسے کہا۔ دیکھ تجھے اصلاح کرنی چاہیئے۔ وہ کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں نے چوری نہیں کی حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا۔ میری آنکھوں نے غلطی کی مگر تیرے قول کو میں نے سچا مان لیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام اگر ایک چور کو کہہ سکتے ہیں۔ کہ میری آنکھیں جھوٹی ہیں۔ مگر تو جھوٹا نہیں۔ تو کیا ہم ایسے ہیں۔ کہ ہم اپنی آنکھوں کو سچا اور خدا کو جھوٹا سمجھ لیں۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی آنکھوں پر چور کے قول کو ترجیح دی۔ تو کیا ہم خدا کی بات کو اپنی سمجھ پر ترجیح نہیں دے سکتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الحمد للہ۔ یعنی ہماری طرف سے جو بھی حالت پیدا کی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ ہمیشہ حمد ہوتا ہے۔ مثنوی رومی والے بھی فرماتے ہیں

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند ۔ زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

کہ خدا کی طرف سے جو بھی مصیبت کسی قوم پر آتی ہے۔ اس کے نیچے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خزانہ

مخفی ہوتا ہے۔ پس ہم تو ان ایام کو مصیبت کے ایام سمجھتے ہی نہیں۔ مگر جو سمجھتا ہے اسے چاہیئے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ کہ وہ اسے استقلال اور استقامت عطا فرمائے اور جو اسے نعمت سمجھتا ہے ایسا شخص کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور عذاب خدا کی طرف سے

مراسلات

کشمیر کے ہندوؤں کی فتنہ انگیزیاں

کسی کشمیری پنڈت کو مہاراج نہ کہا جائے

کشمیر میں خونی فساد کا بڑا محرک اخبار ملاپ ہے۔ اس نے ۹ جولائی کے پرچہ میں ہندوؤں کو دعوت دی تھی۔ کہ فساد سکندر آباد ملتان سے سبق سیکھو۔ اس کے بعد ۱۳ جولائی کو سری نگر میں فساد ہوا۔ اور مسلمان قتل و زخمی ہوئے۔ آریہ پارٹی کی ریشہ دوانیاں اب بھی ترقی پذیر ہیں۔

اشتعال انگیزی

۲ ستمبر کو کشمیری پنڈتوں نے پنڈت رام چند راز دان کے ہمسایہ محلہ میں جلسہ کیا۔ جس میں تمام پنڈت ملازم و آریہ ہندو شامل تھے۔ بلکہ سنا ہے۔ راجہ ہری کشن کول کا لڑکا بعمر ۱۳ سالہ بھی اس جلسہ میں تھا۔ جلسہ میں مسلمانوں کو پیٹ بھر کر گالیاں دی گئیں۔ اور توہین کی گئی۔ مسجدوں کو بھٹے اور بزادے کہا گیا۔ اور حکومت کو بھی بُرا بھلا کہا گیا۔ خصوصاً اکونٹنٹ جنرل کو شیم شیم کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ وجہ صرف یہ تھی۔ کہ دو مسلمان کلرکوں کے رخصت پر جانے کی وجہ سے دو مسلمانوں کو ان کی جگہ لگایا گیا تھا۔ حالانکہ یہ دفتر پنڈتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اعلےٰ و ادنےٰ تین سو نفری ہے۔ جس میں صرف ۴ ۲ مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کی جو حالت اس دفتر میں ہے۔ خدا اس سے پناہ دے۔

کینہ پروری

اکونٹنٹ جنرل صاحب پکے مہاسبھائی الہ آبادی ہیں۔ جنھوں نے یہاں کے پنڈتوں کی صحبت میں رہ کر مزید تجربہ کاری حاصل کر لی ہے۔ باوجود یہ جاننے کے کہ اُن کے دفتر میں پنڈتوں کی کُنبہ پروری ہو رہی ہے۔ جو سول سروس رولز کے صریح خلاف ہے۔ کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا۔ باپ۔ بیٹا۔ چچا۔ بھتیجا۔ سالہ۔ بہنوئی اور بھائی یک جا ملازم ہیں۔ گویا پوری پوری ٹھیکہ داری کُنبہ پروری کی لے لی گئی ہے کیا حضور منسٹر بہادر اس کی تحقیقات کا حکم دیکر اس کا نتیجہ شائع فرمائینگے۔ اگر کسی مسلمان افسر کے ماتحت اس قسم کی کارروائی ہوتی۔ تو وہ مدت کا گھر چلا گیا ہوتا۔

رشوت ستانی

علاوہ بریں رشوت کا زور مانند سیلاب اس ریاست میں ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس کی بھی تحقیقات عام کی جائے اور ملازمین کی جائدادیں دیکھی جائیں۔ کہ اس قدر روپیہ کہاں سے اور کس طرح انہیں حاصل ہوا۔ تا حکام کو معلوم ہو۔ کہ کشمیری پنڈت کس لئے فساد چاہتے ہیں۔ تمام واقفکار مسلمانوں سے عرض ہے۔ کہ وہ جملہ بددیانت افسران و اہلکاران کی فہرستیں اخباروں میں دیں۔ اور جن دیانت دار مسلم افسران و اہلکاران کو ہر دیالی سکیم کے مطابق تباہ کیا گیا ہے۔ ان کی بھی فہرستیں دی جائیں۔

کوئی کشمیری پنڈت مہاراج نہیں

چونکہ کشمیری پنڈت ملازموں پر کوئی کنٹرول نہیں رہا۔ اور اگر کبھی کوئی گرفت میں آتا ہے۔ تو وہ بھی بچ جاتا ہے۔ اس وجہ سے وہ حد درجہ دلیر ہو گئے ہیں۔ حتےٰ کہ سرقہ جیسی وارداتیں کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ شفاخانہ صدر کی چوری کا معاملہ چند روز گرم رہا۔ مگر پھر خموشی ہو گئی۔ کیونکہ ملزم پنڈت تھے۔ اور کشمیری پنڈت اپنے آپ کو بھی شاہی قوم میں شمار کرتے۔ اور مسلمانوں کو زرخرید غلام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ زرخریدی ہیں یہ بھی غلام ہی ہیں۔ ان کی مزاج زیادہ اس لئے بگڑ گئی ہے۔ کہ ایک دھیلے کا پنڈت بھی سیاہ بخت مسلم سے بات بات پر گفتگو میں مہاراج مہاراج کہلانے کا آرزومند رہتا ہے۔ ہم تمام مسلمانوں سے عرض گزار ہیں۔ کہ آئندہ گفتگو میں کسی پنڈت کو مہاراج نہ کہا جائے۔ پنڈت جی وغیرہ حسب موقعہ کہنا کافی ہے۔ مہاراج صرف مہاراجہ ہری سنگھ بہادر ہیں۔ حکومت کشمیر سے درخواست ہے۔ کہ اس مطلب کا قانون پاس کر دیا جائے۔ اور اس گھر گھر راج کا نام مٹا دیا جائے۔

(نامہ نگار)

مسلمانانِ بارہ مولا کے متعلق "ملاپ" کی غلط بیانی

اخبار "ملاپ" کے ۲ ستمبر کے پرچہ میں ایک مضمون مسلمانان بارہ مولا کی طرف سے بعنوان "پنجاب کے مسلمان شرارت پھیلا رہے ہیں۔ انہیں روکا جائے" شائع ہوا ہے۔ جو محض غلط اور بے بنیاد ہے۔ بارہ مولا میں تقریباً چھ ہزار مسلم آبادی ہے۔ یہاں پر کوئی مسلم میٹنگ یا کسی اجلاس میں اس مضمون کا کوئی تذکرہ تک نہیں ہوا۔ نہ معلوم اخبار "ملاپ" کیوں بے بنیاد غلط مضمون محض مسلم آزاری کی غرض سے شائع کر رہا ہے۔ اگر اس قسم کا تار دو تین ذیلداروں یا کسی ٹوڈی جاگیر دار نے دیا ہو گا۔ تو اس کے واسطے مسلمان باشندگان ذمہ وار نہیں۔ ایسی بے بنیاد خبروں سے ہندو اخبارات کی یہ غرض ہے۔ کہ بین المسلمین نفاق پیدا کرا کر مسلمانان کشمیر کو کچل ڈالیں۔ حالانکہ

این خیال است و محال است و جنوں۔

جملہ مسلمانوں کو قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے۔ کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور ایک دوسرے کی امداد و ہمدردی ان کا مذہبی فرض ہے۔ باقی سرکار کی وفاداری اور امن پسندی کے متعلق بھی اخبار ملاپ کی نصیحت کی ضرورت نہیں۔ کشمیر میں ہم نسلاً بعد نسلٍ وفادار و امن پسند ثابت ہو چکے ہیں۔ اور اب بھی ہیں۔ (مسلمان باشندگان بارہ مولا)

"زمیندار" کے طریق عمل کے خلاف آواز

اخبار الفضل کا مسلسل مطالعہ کرنے کے بعد میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ وہ یہ کہ الفضل میں کوئی ایسی بات شائع نہیں ہوتی۔ جو مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر کے ان کے مفاد کو نقصان پہنچانے والی ہو۔ بلکہ مسلمانوں کو اپنے .. ..

.. ..

مقاصد کے لئے متحدہ کوشش کرنے کی نہایت عمدگی سے تلقین کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام مسلم پبلک الفضل کا مطالعہ بہت شوق سے کرتی ہے۔ اخبار زمیندار پر مجھے اور تمام مسلمانوں کو افسوس ہے۔ کہ اس نے ایسے آڑے وقت میں فرقہ بندی کا سوال اٹھا کر قادیانی جماعت پر بیہودہ حملے شروع کر رکھے ہیں۔ میں ملتمس ہوں۔ کہ زمیندار ایسے حملوں سے پرہیز کرے۔ جو مسلم طبقہ کی بہتری و بہبودی کے سخت خلاف ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے مسلمانوں میں زمیندار کے خلاف بے حد نفرت پھیل رہی ہے۔ براہ مہربانی میری یہ چند سطور درج اخبار الفضل کر دی جائیں ؛

(تابعدار محمد زمان خان گکھال قریشی عباسی سکنہ گڑھی کشمیر)

تلاشِ عزیز

میرا لڑکا مسمی محمد حسین مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء سے غائب ہے۔ اس کا حلیہ یہ ہے۔ عمر ۱۶ سال۔ گندمی رنگ۔ قد چھوٹا۔ اردو۔ پنجابی۔ کشمیری تینوں زبانیں جانتا ہے۔ تھوڑی بہت اردو پڑھا ہوا ہے۔ جو شخص اس کا پتہ دے۔ اور اس کو میرے پاس پہنچائے۔ مبلغ عہ/ روپیہ علاوہ اخراجات سفر بطور انعام دیئے جائینگے۔ (الراقم بہادر خان ساکن ٹنگلو بازار پتھر مسجد سری نگر کشمیر)

حکومت کشمیر کے اعلیٰ افسروں کے مغالطہ دہ بیانات

"سول" کی اشاعت مورخہ ۶ ستمبر میں ایک مراسلہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ فسادات کی تحقیقاتی کمیٹی کے صدر نے جو مہاراجہ کشمیر نے دیگر امور کی تفتیش کے علاوہ موجودہ ایجی ٹیشن کے اسباب کی تحقیقات کرنے کی غرض سے بھی مقرر کی ہے۔ ریاست کے مختلف محکموں سے مطالبہ کیا کہ وہ ظاہر کریں۔ کہ ہر محکمہ میں مختلف جماعتوں کی نمائندگی کا تناسب کیا ہے۔ تاکہ مسلمانان کشمیر کی اس بارے میں شکایت کے صحیح یا غلط ہونے کی نسبت فیصلہ کیا جائے۔

اس ضمن میں جو بیانات تیار کر کے تحقیقاتی کمیٹی میں پیش کئے گئے ہیں۔ وہ اس طریق پر تیار کئے گئے ہیں۔ کہ ان معاملات میں خاص قابلیت رکھنے والے شخص کو بھی یہ سمجھنا دشوار ہو گا۔ کہ مسلمانوں کے مفاد کو واقعی کوئی نقصان پہنچ رہا ہے۔ میڈیکل ڈیپارٹمنٹ نے اپنے بیان میں ظاہر کیا ہے۔ کہ اس محکمہ میں مسلم ملازمین کی کل تعداد ۷۶۴ ہے اور اتنی ہی تعداد ہندو ملازمین کی ہے۔ اب جو شخص بھی اس بیان کو پڑھے گا۔ وہ لازمی طور پر یہی خیال کرے گا۔ کہ جہاں تک اس محکمہ کا تعلق ہے مسلمانوں کی شکایت درست نہیں۔ لیکن کس کو معلوم ہے۔ کہ ان مسلم ملازمین کی تعداد میں بھنگی۔ چوکیدار اور دوسرے ادنیٰ ملازم ہی شامل ہیں۔ اور ادھر ہندو ملازمین کی جو تعداد بتائی ہے۔ اس میں اعلیٰ حکام اور افسر شامل ہیں۔ یہی حالت دوسرے محکموں کے دیئے ہوئے اعداد و شمار کی ہے۔ میں صدر سے دریافت کرتا ہوں کہ ان کے پاس اس بات کے دریافت کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ کہ حکومت کے ملازموں کے مختلف گریڈوں میں ہر جماعت کا کتنا حصہ ہے۔ اس بات کے معلوم کئے بغیر وہ کس طرح بتا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کو ملازمتوں میں واجبی حصہ ملتا ہے یا نہیں۔

دوسری بات جس کی جانب میں صدر کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں یہ ہے۔ کہ بعض ہندو گواہوں نے ان کے سامنے بیانات دیئے ہیں۔ کہ جن محکموں میں مسلمانوں کا فقدان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمان ملنے دشوار تھے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مختلف محکموں مثلاً سیری کلچر۔ زراعت۔ الیکٹرک۔ میونسپلٹی۔ جوڈیشل سیٹلمنٹ ریونیو کے ہندو افسروں کی قابلیت کے متعلق استفسار کریں۔ ان پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ ان محکموں میں ۹۰ فی صدی ہندو افسر میٹریکولیشن تک بھی پڑھے ہوئے نہیں۔ کیا اس قابلیت کے مسلمان بھی نہ مل سکتے تھے؟ میں اس سوال کا جواب صدر پر چھوڑتا ہوں۔

رسالہ گوردھن کی شرارت کے خلاف قرارداد

۴ ستمبر ۱۹۳۱ء جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خاں کا خاص اجلاس مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ جس میں بالاتفاق آراء مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کی گئیں:-

۱۔ جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خاں کا یہ غیر معمولی جلسہ رسالہ گوردھن ڈیرہ غازی خاں کی ان تحریرات کو جو اس نے اخوند عبد اللہ خان صاحب اے۔ ڈی۔ آئی اور چودھری غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع ڈیرہ غازیخاں اور مولوی امام بخش صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ڈیرہ غازی خاں اور جناب انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ ملتان اور جناب وزیر تعلیم صاحب پنجاب کے خلاف ماہ جولائی کے پرچہ میں شائع کی ہیں۔ دراں حالیکہ ایسے نامعقول الزامات کی کافی تردید ہو چکی ہے۔ نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور رسالہ کے اس معاندانہ رویہ کو مہاسبھا پروپیگنڈا کا ایک حصہ قرار دیتا ہے مسلمانان ڈیرہ غازیخاں کو مذکورہ بالا افسران کی خدمات کا اعتراف ہے اور ان کے متعلق کلی اعتماد ظاہر کرتے ہیں۔

۲۔ چونکہ رسالہ مذکور ایسے ناجائز پروپیگنڈا کی ابتدا کر کے ضلع ڈیرہ غازیخاں میں ہندو مسلم سوال اٹھا کر فساد کی بنیاد ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہم جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی خدمت میں پر زور درخواست کرتے ہیں کہ اس کے انسداد کی طرف پوری توجہ فرمائیں۔

۳۔ ریزولیوشن بالا کی نقل ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ڈیرہ غازیخاں اور انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ ملتان اور ڈائرکٹر صاحب بہادر محکمہ تعلیم پنجاب اور اخبارات کو بھیجی جائے۔ پریزیڈنٹ جلسہ

ضلع گوجرانوالہ کی انجمنوں کا تبلیغی نظام

انجمن ہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ کا جنرل اجلاس ۲۹ اگست بعد نماز شام مسجد احمدیہ گوجرانوالہ میں زیر صدارت شیخ غلام قادر صاحب منعقد ہوا۔ گوجرانوالہ کی انجمن کے افراد کے علاوہ مضافات کی تیرہ انجمنوں کے نمائندگان و وزیر شامل تھے۔ قرآن شریف کی تلاوت اور دعا کے بعد کارروائی اجلاس شروع ہوئی۔ اور ضلع گوجرانوالہ کی جملہ انجمنوں کی تنظیم برائے تبلیغ کی گئی۔ اور مندرجہ ذیل احباب عہدیدار منتخب کئے گئے:-

۱۔ ناظم تبلیغ۔ محمد بخش میر۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر گوجرانوالہ۔

۲۔ انسپکٹر تحصیل گوجرانوالہ۔ مرزا محمد حسین صاحب۔ سکنہ ترگڑی

۳۔ انسپکٹر تحصیل وزیرآباد۔ میاں نذیر احمد صاحب سکنہ درویش کے

۴۔ انسپکٹر تحصیل حافظ آباد۔ مولوی عبد الرحمن صاحب سکنہ پیر کوٹ

انسپکٹر صاحبان کی خدمت میں درخواست کی گئی۔ کہ اپنی اپنی تحصیل میں دورہ کر کے حلقہ جات مقرر کر کے ہر حلقہ کے لئے سکرٹری تبلیغ مقرر کریں۔ اور انصار اللہ کی جماعت قائم کر کے ناظم کو اطلاع دیں۔ اور تشخیص کریں۔ کہ ہر تحصیل کس قدر رقم ماسوا اخراجات کے لئے ادا کر سکتی ہے۔ اس کے بعد اجلاس ختم کیا گیا۔ خاکسار۔ محمد بخش میر جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ گوجرانوالہ

قصبہ راہوں کے مسلمانوں کی قابل تقلید مثال

قصبہ راہوں ضلع جالندھر میں مسلمانان قصبہ نے زیر سرپرستی جناب چوہدری محمد عبد الرحمن خاں صاحب رئیس اعظم و ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب ایک انجمن بنام خدام المسلمین بنا کر محلہ وار اس کی سب کمیٹیاں قائم کر کے نہایت شاندار کام شروع کر دیا ہے۔ مولانا میر احمد خاں صاحب سابق مبلغ انجمن اصلاح مسلم راجپوتاں و سفیر انجمن حمایت اسلام لاہور نے بھی اس کام کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس میں امداد دینے کے لئے کمر ہمت باندھ رکھی ہے۔ محلہ وار روزانہ وعظ و تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ باشندگان قصبہ میں سے سید میر محمد شاہ صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس و چوہدری بابو غلام مرتضیٰ خان صاحب نمبردار و حاجی رحمت اللہ صاحب احمدی و سید مہر علی شاہ صاحب بزرگان ملت نظم و نسق میں اور میاں عبد الحق و مولوی حکیم نظام الدین و مسٹر عبد الحی و مسٹر محمد حفیظ صاحبان تبلیغی لیکچروں میں خاص طور پر حصہ لے رہے ہیں۔ بارہ سالہ عمر کے بچوں سے لے کر بڑے بوڑھوں تک سب سے مسجدوں میں نماز پڑھنے کی پابندی کرائی جاتی ہے۔ ہر ہر محلہ کے حاجتمند اصحاب کی حاجت براریوں کے لئے ہفتہ وار گھروں سے آٹا جمع کیا جاتا ہے۔ بیاہ شادی ختنہ پیدائش کی تقریبوں پر بھی حسب استطاعت عطیات حاصل کر کے آئمہ مساجد نیز دیگر ضروریات محلہ پر خرچ کیا جاتا ہے سب سے ...

... ہے مسلمانان محلہ کی باہمی چپقلشوں اور کدورتوں کو مٹا کر اخوت اسلامی کا [illegible] قائم کیا جاتا ہے۔ انجمن خدام المسلمین کی تحریک کا اثر خاص شہر تک ہی محدود نہیں رہا۔ ملحقہ دیہات سے روزانہ ای ق...

قدیم اقوام کے منڈل کے مطالبات حکومت سے

ہمیں ہندوؤں سے علیحدہ قوم قرار دیا جائے

آدھرم منڈل پنجاب جالندھر کے ارکان نے وائسرائے ہند کی خدمت میں ایک میموریل ارسال کیا ہے۔ جس میں ہندوؤں کے مظالم اور اپنی پسماندگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ہماری پوزیشن

ہماری موجودہ پوزیشن کی صورت مختصراً حسب ذیل ہے۔

(۱) ہماری قوم کی آبادی پنجاب میں تقریباً چالیس لاکھ اور تمام ہندوستان میں تقریباً سات کروڑ ہے۔

(۲) تعلیم سرکاری ملازمتوں اور سوشیل پوزیشن وغیرہ کے لحاظ سے ہم پنجاب میں مقابلتہً بہت پسماندہ حالت میں ہیں۔

(۳) ہم ہندو دھرم پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور نہ ہم اس دھرم کا کوئی احترام کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں چاہتے۔ کہ اپنے آپ کو ہندو کہلائیں۔ چونکہ ہم ہندوستان کی قدیم آبادی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم مختلف فرقوں کے تمام اچھوت مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ہمیں آدھرم کے نام سے موسوم کیا جائے۔

(۴) اونچ ذات کے ہندو خیال کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ چھو جانے۔ یا ہمارا سایہ بھی ان پر پڑنے سے وہ بھرشٹ (ناپاک) ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہم ہرگز نہیں چاہتے۔ کہ ان کے ساتھ معاشرتی یا سیاسی کسی قسم کا تعلق رکھیں۔ حالانکہ وہ اس بات کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ ہمیں بھی ہندو ہی کے نام سے پکارا جائے۔ تاکہ ہماری بھینٹ چڑھا کر اپنے لئے زیادہ حقوق حاصل کر سکیں۔ لہٰذا ہماری پوزیشن کے اس پہلو کا علاج صرف یہی ہے۔ کہ ہمارے معمولی معمولی مطالبات پورے کر دیئے جائیں۔ جو ذیل میں درج ہیں۔

ہمارے مطالبات

(۱) آدھرمیوں کو ہندو قوم سے علیحدہ جماعت قرار دیا جائے۔

(۲) ہم آدھرمی مخلوط طریق انتخاب کی زبردست اور پرزور مذمت کرتے ہیں۔ اور تمام سرکاری اداروں اور مجالس قانون سازی میں جداگانہ طریق انتخاب کی حمایت کرتے ہیں۔ نمائندوں کا انتخاب ہمارے منڈل کمیٹی کے ہاتھ میں ہو۔

(۳) مرکزی حکومت کے دستور اساسی میں اس وقت تک کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے۔ جب تک اقلیتوں کی نیابت کے مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہو جاتا۔

(۴) الف۔ ہمیں تمام سرکاری ملازمتوں میں حصہ دیا جائے اور ان میں پولیس۔ سول۔ فوج۔ ریلوے۔ تعلیم اور ڈاکٹری وغیرہ محکمہ جات کی ملازمتیں بھی شامل ہوں۔ اور آدھرمی کے نام سے ہماری علیحدہ فوج قائم کی جائے۔

(ب) بلدیات ڈسٹرکٹ بورڈوں۔ کونسلوں۔ اور اسمبلی میں آبادی کے تناسب سے ہمیں نیابت دی جائے۔ ہمارا فوری اور خاص مطالبہ یہ ہے۔ کہ ہماری قوم کو اٹھارہ فیصدی نیابت دی جائے۔

(۵) الف۔ قانون انتقال اراضی پنجاب نے ہمیں اس قدر کمزور کر دیا ہے۔ کہ دیگر اقوام کے باشندے ہمیں مجبور کر رہے ہیں۔ کہ ہم اپنی زندگی قائم رکھنے کے لئے ان کے کھیتوں میں بنے ہوئے مکانات میں سکونت رکھیں۔ کیونکہ اس قانون کے ماتحت ہم اپنے مکانات کے لئے بھی زمین خریدنے کے مجاز نہیں۔ یہ قانون ۱۹۰۰ء میں نافذ کیا گیا تھا۔ لہٰذا آدھرمیوں کے مفاد کے پیش نظر اس قانون میں مناسب ترمیم کی جائے۔

(ب) سکونتی مکانات اور اراضی شاملات دیہہ کے متعلق ہمیں دیگر اقوام کے ساتھ مساوی حقوق ملکیت عطا کئے جائیں۔ نیز مکانات کی کامل ملکیت کا حق دیا جائے۔ خواہ یہ مکانات کہیں واقع ہوں۔ پرانا قصبہ بحال رکھنے کا بھی زبردست مطالبہ ہے۔

(ج) ہماری قوم زراعت پیشہ اقوام کے ساتھ زراعت اور کاشت کاری کا کام کرتی ہے۔ لیکن غریب اچھوتوں کو پیداوار کا بہت کم حصہ ملتا ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب کے پاس ۵۱۸۷۲۰۰۰ ایکڑ غیر مزروعہ اراضی ہے۔ اس لئے نو آبادیوں میں ہمارے لئے بھی اسی طرح اراضی محفوظ کر دی جائے۔ جس طرح دیگر اقوام کے لئے کی گئی ہے۔

(۶) الف۔ اس قانون (کہ کوئی آدھرمی کسی دوسرے آدھرمی کا قانونی ضامن نہیں بن سکتا۔ ترمیم کیا جائے۔ کیونکہ اس سے ہماری ترقی کی متعدد سرگرمیوں میں حرج اور نقص واقع ہوتا ہے۔

(ب) ہماری قوم پر جرائم پیشہ ہونے کا جو الزام ہے۔ اور اگر ہم بالکل معصوم ہی ہوں۔ جب بھی یہ الزام ہم سے دور نہیں ہو سکتا۔ اس قانون میں ترمیم کی جائے۔ اور ہمیں بھی بے گناہ تصور کئے جانے کا قدرتی حق عطا کیا جائے۔ جیسا کہ دیگر اقوام کو حاصل ہے۔

(۷) ہمیں بھی اجازت حاصل ہونی چاہیئے۔ کہ ہم کناڈا۔ نیوزی لینڈ۔ آسٹریلیا وغیرہ دیگر ممالک کو جا سکیں۔ کیونکہ ہماری حالت بہت پسماندہ ہے۔

بلدیات اور ڈسٹرکٹ بورڈوں نے آدھرمیوں پر پیشہ وری کا ٹیکس عاید کر رکھا ہے۔ جو سخت قابل اعتراض ہے۔ اس لئے ہماری درخواست ہے۔ کہ جب تک ان اداروں میں ہمیں نیابت عطا نہیں کی جاتی۔ اس ٹیکس کو بالکل منسوخ کیا جائے۔

(۹) حکومت نے بنک کی جو مراعات دیہاتی آبادی کو عطا کر رکھی ہیں۔ ان سے اچھوتوں کو ذرا بھر فائدہ نہیں پہنچایا جاتا۔ سخت ضرورت ہے۔ کہ ہمارے لئے بنک کے لین دین کا خاص انتظام کیا جائے۔ جو حکومت کے زیر اہتمام ہو۔

(۱۰) یا تو دیہاتی پنچائتوں میں ہمارے نمائندے داخل کئے جائیں۔ یا ہماری جداگانہ دیہاتی پنچائتیں قائم کی جائیں۔

(۱۱) الف۔ ہندوؤں اور سکھوں کے تشدد کے پیش نظر جو ہم لوگوں پر ہوا۔ تازہ مردم شماری کے اعداد و شمار ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔ اس لئے ہندوؤں اور سکھوں کی مبینہ زیادتیوں کی تحقیقات کے بعد آدھرمیوں کی صحیح مردم شماری کا انتظام کیا جائے۔

(ب) ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے وقت سے ہندو اور سکھ لوگ جہاں وہ اکثریت میں ہیں۔ آدھرمیوں پر سخت مظالم توڑ رہے ہیں۔ مناسب تحقیقات کے بعد ان مظالم کا انسداد کیا جائے۔

(۱۲) الف۔ آدھرمی لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بہتر تعلیم اور قومی وظائف دینے کا جداگانہ انتظام کیا جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ ان کیلئے علیحدہ سکول قائم کئے جائیں۔

(ب) اگرچہ پرائمری سکولوں میں آدھرمی سکالڈوں کے لئے فیس معاف کر دی گئی ہے۔ جس کے لئے ہم حکومت کے شکر گزار ہیں۔ لیکن اپنے افلاس کی وجہ سے وہ مڈل جماعتوں کے مصارف کا بوجھ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان جماعتوں میں بھی ان کی فیس معاف کی جائے۔ اور انہیں وظائف بھی عطا کئے جائیں۔

(۱۳) آدھرم منڈل پنجاب جالندھر شہر سرکاری طور پر آدھرم قوم کا نمائندہ تسلیم کیا جائے۔ دیانند دلت ادھار منڈل ہوشیارپور۔ تبت ادھار منڈل۔ اچھوت ادھار منڈل اور انتاج ادھار منڈل لاہور آدھرم قوم کے نمائندے نہیں ہیں۔

(۱۴) آدھرمیوں کی نہایت مخلصانہ آرزو ہے۔ کہ حکومت آدھرم منڈل پنجاب جالندھر کی وساطت سے چرمی مال خریدنے میں جو پولیس اور فوج وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔ دوسری اقوام کی نسبت ان پر خاص عنایت مبذول کرے۔ ہماری آرزو ہے۔ کہ ہمیں اس پیشہ کے فواید سے محروم نہ رکھا جائے۔ بدقسمتی سے اس وقت تک یہ فواید دیگر اقوام حاصل کر رہی ہیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۱۲ ستمبر۔ گاندھی جی شام کے ساڑھے چار بجے لنڈن پہنچ گئے۔ مسٹر ایف۔ ایم ونسنٹ نے وزیر ہند اور حکومت کی طرف سے ان کا استقبال کیا۔ سر تیج بہادر سپرو ایک موٹر میں بٹھا کر انہیں لے گئے۔ رائٹر کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں انہوں کہا۔ میں اس حکم کی تعمیل کی کوشش کروں گا۔ جو مجھے کانگرس نے دیا ہے۔ ہندو مسلم سوال کے حل کی طرف سے مایوس نہیں ہوں۔ میں ایک خالی کاغذ پر دستخط کر کے مسلمانوں کو دیدوں گا۔ کہ جو بات وہ حق خیال کرتے ہیں۔ لکھ دیں۔ پھر میں اس کے لئے لڑوں گا۔ گر مسلمان متفقہ مطالبات کریں۔ ٹائمز نے گاندھی جی کے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی تمام ہندوستان کے واحد نمائندہ نہیں ہیں۔ وہ فرقہ وارانہ مسئلہ کا تصفیہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ وہ ایک ایسی طاقتور اور بہت زیادہ وسیع سیاسی انجمن کے نمائندہ ہیں۔ جس پر باسانی کوئی رہنما قابو نہیں رکھ سکتا ٭

ٹینگ گورنر ایسٹ اینڈ ویسٹ کارپوریشن نیو دہلی نے ایک اعلان شائع کرایا ہے۔ جس میں لکھا ہے کارپوریشن کی رجسٹری ہو چکی ہے۔ اور اس کے پراسپکٹس ستمبر کے آخر میں شائع ہو جائیں گے ٭

لاہور ۱۲ ستمبر۔ افواہ ہے۔ کہ چھاؤنی لاہور کے اسلحہ خانہ سے بہت سی رائفلیں پراسرار طریق پر گم ہو گئی ہیں۔ زبردست تفتیش کی جا رہی ہیں ٭

شملہ ۱۲ ستمبر۔ سہارنپور میں ایک نوجوان انگریز کو قتل کرنے کی وجہ سے لفٹیننٹ شہبان کے خلاف غفلت اور تعجیل کاری سے ارتکاب قتل کا مقدمہ رجسٹر کر لیا گیا ہے ابھی تک یہ پتہ نہیں لگا۔ کہ مقدمہ کس رنگ میں چلایا جائیگا

سرگودہا میں ۱۲ ستمبر کو سناتن دھرم سکول اور سرگودہا پولیس میں لڑائی ہو گئی۔ جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ سناتن دھرم سکول کے ایک لڑکے نے پیچ کھیلتے ہوئے پولیس کے آدمی کو جان بوجھ کر ہاکی ماری۔ اس پر شدید جنگ شروع ہو گئی۔ اور بہت سے آدمی زخمی ہوئے ٭

نواب سر محمد احمد سعید خاں صاحب کے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کی وجہ سے حکومت یو۔ پی نے عارضی طور پر نواب سر محمد مزمل اللہ خاں کو ہوم ممبر مقرر کیا ہے ٭

۱۱ ستمبر کو وزیراعظم نے پارلیمنٹ میں کفایت شعاری کے مسودہ قانون کی دوسری قرأت پیش کی۔ اور اعلان کیا۔ کہ ہوائی جہاز آر ۱۰۰ فروخت کر دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تنخواہوں میں ۴۵ لاکھ اور محکمہ تعلیم میں ایک کروڑ پونڈ کی تخفیف کر دی گئی ہے ٭

مولانا شوکت علی نے رائٹر کے نمائندہ سے جہاز میں گفتگو کر۔ تے ہوئے کہا مجھ سے گاندھی جی نے کامل چار گھنٹہ تک فرقہ وار مسئلہ پر گفتگو کی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس مسئلہ کے حل کی کوئی صورت نکل آئے گی ٭

۱۳ ستمبر کو شملہ میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ ایک قرارداد میں گول میز کانفرنس کی فیڈرل کمیٹی کے مسلم ارکان سے درخواست کی گئی۔ کہ جب تک اقلیتوں کی کمیٹی کسی فیصلہ پر نہ پہونچ جائے وہ کسی کارروائی میں حصہ نہ لیں ٭

ڈیرہ اسماعیل خاں کے فسادات کی تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے شہادت دیتے ہوئے ڈپٹی کمشنر نے تسلیم کیا کہ فساد کی وجہ بانیٔ اسلام کے خلاف ایک ہندو کی بد زبانی ہوئی ٭

معلوم ہوا ہے۔ لیڈی ولنگڈن نے ملکی حالات سے متاثر ہو کر وائسریگل لاج کے اخراجات میں بھی تخفیف کر دی ہے۔ کنٹرولر ہاؤس ہولڈ اور اس کا تمام سٹاف علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ کچھ نیا فرنیچر منگایا جا رہا تھا۔ وہ بھی منسوخ کر دیا۔ اور روزمرہ کے اخراجات بھی بقدر نصف کم کر دیئے گئے ہیں ٭

معاصر سیاست لکھتا ہے کہ مجلس احرار کے ڈکٹیٹر مظہر علی اظہر نے سیالکوٹ کی شاخ کو تار دیا ہے۔ کہ میں ریاست کے انتظامات سے بالکل مطمئن ہوں۔ اور اب یہاں جتھے بھیجنے کی ضرورت نہیں اس لئے جو جتھے مرتب کئے گئے تھے۔ انہیں توڑ دیا جائے ٭

محکمہ ڈاک کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء سے سیلون کو جانے والے پارسلوں پر رجسٹری فیس ۲ کی بجائے ۳ لگا کرے گی۔ اسی طرح پرتگالی علاقہ کو جانے والے لفافہ جات پر بھی ۱۳ کے ٹکٹ لگانے ضروری ہوں گے ٭

۱۳ ستمبر کی شام چار بجے ایک سو سکھوں کا جتھہ زیر کمان ماسٹر تارا سنگھ صاحب امرتسر سے روانہ ہوا جو پیدل چل کر ۲۵ ستمبر کو شملہ پہونچے گا۔ معلوم ہوا ہے۔ ہندوؤں میں بھی سکھوں کے مقابلہ کے لئے جتھے بھیجنے کیلئے والنٹیر بھرتی کئے جا رہے ہیں ٭

لنڈن سے ۱۱ ستمبر کی ایک خبر ہے کہ دو سربمہر وزنی اور مقفل بکس جن پر لوہے کی تاروں کے مضبوط بند لگے ہوئے تھے۔ اور جن کے اندر ایک ایک ہزار پونڈ نقدی تھی۔ واٹرلو سٹیشن سے اتارے گئے اور ریلوے موٹر لاری میں رکھ کر پارسل آفس کو پہنچائے گئے۔ لیکن وہاں پہونچتے پہونچتے ہی بدمعاشوں نے پراسرار طریقہ پر انہیں اڑا لیا۔ حالانکہ ان کا وزن تین سو پونڈ سے زیادہ تھا ٭

سول ملٹری گزٹ کے نامہ نگار نے شملہ سے لکھا ہے کہ زلزلوں کے باعث کوئٹہ میں سرکاری عمارتوں کو جو نقصان پہونچا ہے۔ اس کا اندازہ ۱۲ اور ۱۳ کروڑ کے درمیان کیا جاتا ہے ٭

دہلی سے مزیلہ ریلوے سٹیشن پر ایک دیہاتی کے نام ایک پارسل بھیجا گیا۔ جس پر پولیس کو شبہ ہوا۔ وہ نگرانی کرتی رہی اور جب اسے مرسل الیہ لینے آیا۔ تو پولیس نے اسے کھلوایا۔ اس کے اندر سے بہت سے کارتوس اور بم بنانے کا مصالحہ برآمد ہوا ٭

حکومت پنجاب کے سکرٹریٹ سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت کشمیر نے قانون تحفظ والیان ریاست کے ماتحت آج تک کسی کے خلاف حکومت سے امداد کی درخواست نہیں کی ٭

معلوم ہوا ہے کہ سرحدی قوانین کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ شائع نہیں کی جائیگی ٭

۸ ستمبر کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں جدید حکومت پر اعتماد کی تحریک پیش کی گئی۔ جس سے بعض ممبروں نے اس شدت سے اختلاف کیا۔ کہ سخت شور و شر پیدا ہو گیا۔ وزیراعظم جب تقریر کرنے کے لئے اٹھتے۔ تو ان پر تحقیر آمیز آوازے کسے گئے۔ لیکن اعتماد کی تجویز دو سو پچاس کے مقابلہ میں تین سو نو آراء سے منظور ہو گئی ٭

مسٹر وجوڈ بن سابق وزیر ہند فیڈرل کمیٹی کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں ٭

تلوچری میونسپٹی نے ۱۳۲۵ روپیہ کی رقم اس مطلب کے لئے منظور کی ہے۔ کہ تمام ماتحت سکولوں میں گاندھی جی اور مولانا محمد علی کی تصویریں آویزاں کی جائیں ٭

لاہور ۱۴ ستمبر۔ سر شادی لال چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ آج کل انگلستان گئے ہوئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سال کے خاتمہ یا اگلے سال کے آغاز میں سروس سے ریٹائر ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہائیکورٹ چیف جسٹس ریٹائر ہو جاتا ہے۔۔۔ جب اس کی عمر ۶۰ سال سے زیادہ ہو جائے ٭

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ٭